حق چار یار

یا اللہ مدد

خلافت راشدہ

بلوائیوں سبائیوں اور خارجیوں کے

فتنہ سبائیت کی حقیقت

افادات

قاضی مظہر حسین

مرتب

مولانا حافظ عبدالوحید الحنفی

مرحبا اکیڈمی

یا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حق چار یار

سیرت خلفاءِ راشدینؓ

تاریخِ اسلام

دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

(حصہ یازدہم)

بلوائیوں، سبائیوں اور خارجیوں کے

فتنہ سبائیت کی حقیقت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 39

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو
سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ، چکوال
0543-551148

☆☆☆☆

نام کتاب: تاریخ اسلام (حصہ یازدہم) فتنہ سبائیت کی حقیقت

سلسلہ اشاعت: 39 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0313-5128490

صفحات: 112

قیمت: 75 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 17 ذیقعدہ 1433ھ 15 اکتوبر 2012ء بروز جمعہ المبارک

ناشر: کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

اعوان بک ڈپو	بھون روڈ چکوال 0543-553546
مکتبہ رشیدیہ	بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200
کتب خانہ مجیدیہ	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ عثمانیہ	بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14
اسلامی کتب خانہ	بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5
مکتبہ انوار القرآن	نزد دارالعلوم حنفیہ چکوال
مکتبہ حنفیہ	اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

فتنہ سبائیت کی حقیقت 7
عبداللہ بن سبا کی فتنہ انگیزی 7
ابن سباء کی سازش کا شکار طبقہ 9
کوفہ میں مخالف پارٹی 11
کوفہ میں بلوائیوں کے سرغنہ 11
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوائی پارٹی کا پہلا عملی اقدام 12
عمال سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مشورہ 13
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مشورہ... 14
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا 15
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اعلان عام 16
عمال کی حج کے موقع پر طلبی..... 16
محض افواہ اور شہرت عام پر مواخذہ کرنا جائز نہیں................... 17
بلوائیوں کے اعتراضات کی نوعیت 18
بیت المال سے انعام کے متعلق اعتراض....................... 22
افریقہ میں جنگ.................. 25
مؤرخ مودودی بھی سبائیوں کے راستہ پر چل پڑے..................... 27
اصل حقیقت..................... 27
افریقہ کے خمس کا واقعہ 28
تاریخ طبری کا مقام 30
حقیقتِ حال...................... 32
(۳) بقیع کی چراگاہ کے متعلق اعتراض 35
(۴) ہرمزان اور جفینہ کے قتل کا اعتراض.......................... 36
سازش کا الزام 37
قصاص کا حکم.................. 38
(۵) مصحف صدیقی کے سوا تمام مصاحف کے تلف کرنے کا اعتراض......... 39
(۶) منیٰ میں چار رکعت پڑھنے پر اعتراض.......................... 40
(۷) حکم بن العاص کی جلاوطنی ختم کرنے پر اعتراض........................ 41
(۸) مصریوں کے ساتھ بد عہدی کا اعتراض.......................... 42

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۲) خلاف ورزی کا الزام 42
جعلی خط کا حوالہ 43
مدینۃ الرسول ﷺ پر بلوائیوں کی پہلی یورش 43
خانہ جنگی کا آغاز 46
باغیوں بلوایوں کے سردار 46
عبداللہ بن سبا کی شرکت 47
باغیوں کے مراکز 47
اپنے امیدواروں سے ملاقات 48
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات 48
لعنتی افراد (حدیث) 48
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے اُن کی گفتگو 49
حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا انکار 50
بلوایوں کا اچانک محاصرہ 50
بلوایوں کے دوبارہ واپس آنے کا منصوبہ 51
ایک ہی قسم کا جواب 52
گفتگو کی آزادی 52
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نصرت کی 53
حضرت علیؓ المرتضیٰ اور امام حسنؓ کی جنازہ میں شرکت 54
قاتلانِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عبرت ناک انجام 56
قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو کر مرے 56
مخالفوں کا انجام 56
عبداللہ بن سباء کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا 57
مالک بن الحارث الاشتر نخعی 57
کنانہ بن بشیر 59
مودودی صاحب کے اعتراضات کی حقیقت 59
حضرت علیؓ نے سبائیوں کا جواب دیا 62
حضرت علی المرتضیٰ کی طرف سے جواب 64
مودودی الزام 65
(۳) حضرت عمروؓ بن عاص کا قصہ 68
(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص کوفے کے امیر تھے 69
مودودی صاحب واقدی کے چکر میں آ گئے 71

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

عاملین حضرت عثمانؓ بن عفان 73
کیا مروان بن الحکم کو سیکرٹری بنایا؟ 78
خط کا جھوٹا افسانہ 79
حکم بن ابی العاصؓ 80
الحکم کا قبول اسلام 80
مودودی صاحب کے طعن کی حقیقت 88
حضرت امیر معاویہؓ 89
اسلامی حکومت کی وسعت 92
(۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ 92
(۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ کی فتوحات 93
ولیدؓ بن عقبہ کی رعایا سے نرمی و عدل و انصاف 95
(۲) ولیدؓ بن عقبہ کی سخاوت، شجاعت و مروت 95
(۳) پسماندہ طبقہ کی دست گیری 96
(۴) ولیدؓ بن عقبہ کے خلاف سازش. 96
چار رکعت پڑھانے والی روایت کی تحقیق 100
اہل کوفہ کی فطرت 103
حضرت عثمانؓ نے کن لوگوں کو گورنر بنایا؟ 104
(۱) حضرت عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح 105
عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح کی فتوحات 105
اعظم الفتوح 106
دس ہزار قریش انصار مہاجرین جہاد افریقہ میں 107
حرب العبادلہ 107
(۲) حضرت سعید بن عاصؓ 108
سعید بن عاص کی فتوحات 108
(۳) حضرت عبداللہؓ بن عامر گورنر بصرہ 109
عبداللہؓ بن عامر کی فتوحات 110
قیصر روم کی ہلاکت کی خبر 111

☆☆☆☆

خدامِ اہلِ سُنّت کی دُعا

از قلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۲ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ ...... 6 فروری 1973ء)

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے ۔۔۔ خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں ۔۔۔ رسولؐ اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو ۔۔۔ ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں ۔۔۔ وہ ازواجِؓ نبی پاکؐ کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو ۔۔۔ تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا ۔۔۔ انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں ۔۔۔ کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے "کُنْ" کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل ۔۔۔ عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو ۔۔۔ مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی ۔۔۔ رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے ۔۔۔ تیری راہ میں ہر ایک سنی مسلمان وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم ۔۔۔ ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمت سے مظہرؔ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

۱؎ الحمد للہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

فتنہ سبائیت کی حقیقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیۡقِ اَھۡلِ السُّنَّۃِ وَالۡجَمَاعَۃِ بِفَضۡلِہِ الۡعَظِیۡم

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیۡ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیۡنَ الدَّاعِیۡنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡم

عبداللہ بن سبا کی فتنہ انگیزی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخالفین میں سب سے بڑا فتنہ انگیز بلکہ دشمنِ اسلام بظاہر ایک نومسلم لیکن منافق سابق یہودی عبداللہ بن سبا تھا، اسلام نے سب سے زیادہ صدمہ یہودیوں کے مذہبی وقار کو پہنچایا تھا اس لیے وہ اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں غلبہ اسلام سے اسلامی حکومت کی حدود ہندوستان کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ تک کے ساحل اور یورپ کے صدر دروازہ تک وسیع ہو گئی تھیں۔ چوالیس لاکھ مربع میل پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔

اُس وقت عبداللہ بن سبا کو یہودیوں کی پرانی عداوت نکالنے کا موقع

مل گیا۔ یہ بڑا ذہین طباع اور سازشی دماغ رکھتا تھا۔ چونکہ یہودی مذہب پر قائم رہ کر وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا، اس لیے اس نے اسلام کا لباس پہن کر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بلکہ در حقیقت اسلام کے خلاف ایک وسیع سازش شروع کر دی۔

بنی اُمیہ اور بنی ہاشم کے درمیان اسلام نے ایک مثالی محبت اور اُخوت پیدا کر دی تھی اور سب بھائی بھائی بن چکے تھے۔ اسی برکت سے سب مسلمانوں نے مل کر یہ وسیع رقبہ فتح کیا اور اسلام کا پرچم لہرایا۔

ابن سبا نے سب سے پہلے اُسے ابھارا اور محبت اہل بیت کے لباس میں ان کی بظاہر حمایت کے ساتھ ساتھ خلفائے ثلثہ خصوصاً حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور بنی اُمیہ کے خلاف من مانی کہانیاں گھڑ کر ایک پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو پھنسانے اور ان میں تفریق پیدا کرنے کے لیے ان کے صاف و سادہ عقائد میں خرافات شامل کر دیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح ایک دن اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اور ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو پورا نہ کرنے والے ظالم ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ظلم سے خلافت حاصل کی ہے، وغیرہ

ذالک من الخرافات تفریق کا یہ بیج بونے کے بعد اس نے نظام خلافت کو درہم برہم کرنے کے لیے حسب ذیل طریقے اختیار کیے:

(۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پُر فریب لباس میں لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا۔

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہر ممکن طریقہ سے بدنام کرنا۔

(۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنبہ پروری کی من گھڑت داستان مشہور کرنا۔ اس سازش کا جال اس نے تمام اسلامی مرکزوں میں بچھا دیا اور ہر جگہ دعوت اور خفیہ خط و کتابت کے ذریعہ ایسا وسیع اور منظم پروپیگنڈہ کیا کہ چند دنوں میں بعض جگہ ملک کی فضا خراب کر دی۔

(ملخص، تاریخ طبری، ج: ۳، حصہ: اول، ص: ۳۸۶، ۳۵ھ کے واقعات)

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ابن سباء کی سازش کا شکار طبقہ

ابن سباء کی سازش سے جس طبقہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے اتحاد سے اسلامی فتوحات کھٹک رہی تھیں، اس کو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو نشانہ ملامت بنانے کے لیے ایک بہانہ ملنا چاہیے تھا، اس لیے اس طبقہ میں ابن سباء کی دعوت بظاہر کامیاب ہوئی۔

یہودیوں کے بعد مسلمانوں کے دوسرے دشمن اہل عجم تھے، جن کی حکومت انہوں نے مٹائی تھی۔ ان کی فطرت میں بادشاہ پرستی تھی۔ ابن

سباء چونکہ محب اہل بیت کے داعی کے لباس میں تھا، اس لیے سرزمین عجم میں اس سبائی تحریک کو بڑا فروغ ہوا۔ گو عجمیوں کا نقطۂ نظر اس سے مختلف تھا، ابن سباء کا مقصد مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم کرنا تھا۔

اور اہل فتنہ یہ چاہتے تھے کہ اسلامی خلافت ایسے موروثی قالب میں ڈھل جائے کہ ان کی خدمات یعنی حمایت اہل بیت کے صلہ میں ان کو حکومت میں سے زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل ہو جائیں۔ اس لیے عراق وغیرہ میں ابن سباء کی تحریک زیادہ بار آور ہوئی۔

ان طبقوں کے علاوہ بعض مخلص مسلمان بھی اس کے فریب میں آگئے اور من گھڑت کہانیاں سُن کر مخلص اور خیر خواہ خلافت مگر سادہ مزاج بزرگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہو گئے۔

ابن سبا نے دعوت کے ذریعہ اور تحریری پروپیگنڈہ کے علاوہ عراق اور مصر وغیرہ میں جا کر خفیہ جماعتیں قائم کیں۔

سب سے اول حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ والی بصرہ کو اس کی سازش کا علم ہوا۔ انہوں نے اس کو اپنے یہاں سے نکالا۔ یہاں سے نکل کر وہ کوفہ پہنچا۔ کوفہ سے بھی نکالا گیا تو آخر میں مصر کو اپنا مستقر بنایا۔

غرض مذکورہ اسباب کی بناء پر قریب قریب کئی جگہ ابن سبا کے پروپیگنڈا کا کچھ نہ کچھ اثر پڑا۔ خصوصاً عراق، جس میں مختلف قوموں کی مخلوط آبادی کی وجہ سے شر و فساد کی فطری صلاحیت تھی، اس فتنہ کا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرکز بن گیا۔ چنانچہ کوفہ اور بصرہ میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مخالف پیدا ہو گئے۔

کوفہ میں مخالف پارٹی

کوفہ میں بلوائیوں کے سرغنہ

(۱) اشتر نخعی (۲) جندب بن کعب (۳) ابن ذی الحنکہ صعصہ (۴) ابن الکواء (۵) کمیل (۶) عمیر بن ضابی تھے ان کا کام حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو بدنام کرنا تھا۔

یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر فتنہ انگیزی کرتے تھے۔

اُن کی آئے دن کی فتنہ انگیزی سے تنگ، آکر سعید بن عاص رضی اللہ عنہ گورنر کوفہ اور اشراف کوفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ کوفہ کو ان کی شر سے بچانے کے لیے انہیں یہاں سے نکال دیا جائے۔

آپ نے قیام امن کے خیال سے ان لوگوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھیج دیا اور لکھا کہ یہ لوگ فتنہ انگیزی کرتے ہیں، ان کی اصلاح کی کوشش کرو، اگر باز نہ آئیں تو میرے پاس بھیج دو۔ (ملخص تاریخ ابن اثیر، ج: ۳، ص: ۵۳)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوائی پارٹی کا پہلا عملی اقدام

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور آپ کے عمال کے خلاف من گھڑت قصوں اور کہانیوں کے ذریعہ نکتہ چینی تو اندر اندر سبائی پارٹی نے شروع کی ہوئی تھی لیکن کسی کو آپ کے خلاف اٹھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

سبائیوں کی قوت مضبوط ہونے کے بعد سب سے اول ۳۴ ھ میں کوفہ کا سبائی یزید بن قیس دوسرے سبائیوں کو لے کر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے دست برداری کا مطالبہ کرنے کے لیے مدینہ چلا۔

لیکن حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بن عمرو نے پکڑ لیا۔ جو اُس وقت کوفہ کی پولیس کے افسر تھے۔

گرفتار ہونے کے بعد اس نے کہا کہ میں صرف سعید رضی اللہ عنہ بن العاص والی کا تبادلہ چاہتا ہوں اس لیے قعقاع رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔

اشتر نخعی نے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ گورنر کوفہ کے ایک غلام کو قتل کر دیا، سعید رضی اللہ عنہ بن العاص گورنر کوفہ نے جب دیکھا کہ مفسدین نے فتنہ انگیزی کے لیے ان کی معزولی کو آڑ بنایا ہے تو انہوں نے خود جا کر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ وہ لوگ میرے بجائے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو چاہتے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امن وامان کے خواہاں تھے۔ اس لیے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کر کے ان کی جگہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کر دیا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ میں نے سعید بن العاص رض کو معزول کر کے جس کو تم چاہتے ہو اس کو گورنر مقرر کر دیا ہے۔

اللہ کی قسم میں تم سے اپنی ابرو بچاؤں گا۔ تمہارے معاملہ میں صبر سے کام لوں گا اور تمہاری اصلاح میں پوری کوشش کروں گا۔

(ابن اثیر، ج: ۳، ص: ۵۷)

عمال سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مشورہ

لیکن مفسدین بلوائیوں کی اصل غرض تو مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی تھی، اور کوفہ اور بصرہ سارے عراق میں یہی صورت حال بنا رکھی تھی، اس لیے کوئی اصلاح کارگر نہ ہو سکتی تھی۔

جب ہر طرف سے اس قسم کی خبریں آنے لگیں تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے گورنروں سے مشورہ کیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وغیرہ تمام ذمہ دار لوگوں کو بلا کر ان سے موجود صورتِ حال کی اصلاح کے متعلق مشورہ کیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر حاکم اپنے صوبہ میں امن وامان کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔ شام کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مشورہ

جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خلاف زیادہ شورش بڑھی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اصلاح احوال کے لیے قدم اٹھایا اور حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس صورت حال پر گفتگو کرنے کے لیے بھیجا، انہوں نے جا کر کہا کہ مجھے لوگوں نے آپ کے پاس گفتگو کرنے کے لیے بھیجا ہے، لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سے کیا کہوں۔ آپ خود کسی چیز سے ناواقف نہیں ہیں جو کچھ میں جانتا ہوں وہ آپ بھی جانتے ہیں۔

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور قریب ہیں، اُن کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہے جو ابن ابی قحافہؓ اور ابن خطابؓ کو بھی حاصل نہیں تھا، الخ۔ اس خوش آئندہ طریقہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خیالات پیش کیے اور اصلاح حال کے متعلق مفید مشورے دیئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کا مناسب جواب دیا۔ اور عام مسلمانوں کے سامنے مسجد میں موجودہ حالات کے متعلق تقریر کی۔ (ملخص، طبری، ابن اثری، ص: ۲۹۴۳، تاریخ اسلام، معین الدین، ندوی، ج: ؟، ص: ۲۴۴)

خادم اہلسنت الحنفی عبدالوحید

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مذکورہ گفتگو کے بعد ۳۵ ھ میں اہل مدینہ کے مشورہ سے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک کمیشن مقرر کیا کہ وہ ملک کا دورہ کر کے اور موجودہ حالات کی تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے۔ چنانچہ:

کوفہ	محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	تحقیق کے لیے تشریف لے گئے
بصرہ	اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	کو بھیجا گیا۔
مصر	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	تشریف لے گئے۔
شام	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	تحقیق کے لیے بھیجے گئے۔

ان بزرگوں نے یہاں کے اکابر اور عوام سے مل کر حالات کی تحقیقات کی اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب نے بالاتفاق یہ بیان دیا:

ماانکرنا شئیا ولا انکرہ اعلام المسلمین ولا عوامھم

یعنی ہم نے ان مقامات کے سربر آوردہ لوگوں اور عام مسلمانوں سے تحقیقات کی کوئی قابل اعتراض بات نہیں پائی گئی، لیکن مؤرخین کی خبر کے مطابق حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صاف دل بزرگ تھے وہ سبائیوں کے دام فریب میں مبتلا ہو گئے۔

استمالہ قوم بمعرو قد النقطعوا الیہ منھم عبداللہ بن اسودا

وخالدبن ملجم وغیرھم.

یعنی (سبائی) لوگوں نے مصر میں انہیں پھسلا لیا اور عبد اللہ ابن سوداء اور خالد بن ملجم وغیرہ ان کے ساتھ ہو گئے۔

(ملخصاً، تاریخ طبری، ج: ۳ اور تاریخ ابن اثیر، تاریخ اسلام، معین ندوی، ج: ۱، ص: ۲۴۴)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اعلان عام

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تنہا اس تحقیقات پر بس نہیں کیا۔ بلکہ تمام ممالک محروسہ میں اعلان عام کر دیا کہ "میں ہر سال حج کے موقع پر اپنے عمال کے کاموں کا محاسبہ کیا کروں گا۔ جس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہو وہ حج کے موقع پر بیان کر کے مجھ سے اور میرے عمال سے اپنا حق حاصل کرے یا صدقہ کر دے کہ اللہ صدقہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" (طبری، ابن اثیر۔ ص: ۲۹۴۳، تاریخ اسلام، معین ندوی، ج: ۱، ص: ۲۴۴)

عمال کی حج کے موقع پر طلبی

اس اعلان کے ساتھ ہی آپ نے تمام عمال کو حج کے موقع پر طلب کر لیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ وغیرہ تمام بڑے عمال حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے پوچھا، یہ شکایتیں اور افواہیں کیسی سننے میں آ رہی ہیں۔

اللہ کی قسم! مجھے خوف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی پوری کرنے والے یہی لوگ نہ ہوں۔ ان بزرگوں نے جواب دیا کہ آپ خود ان افواہوں کی تحقیقات کرا چکے ہیں اور تحقیق کرنے والوں کا بیان بھی آپ کے سامنے ہو چکا ہے۔ کہ ان کے سامنے کسی نے کوئی شکایت نہیں پیش کی۔ یہ تمام افواہیں بے بنیاد ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں۔

محض افواہ اور شہرت عام پر مواخذہ کرنا جائز نہیں

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ایک خفیہ سازش کا نتیجہ ہے۔ اس کا علاج صرف یہ ہے کہ سازش کرنے والوں کو پکڑ کر سزا دی جائے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے رقبہ حکومت میں سب امن و امان ہے، وہاں آپ کو کسی فتنہ کی خبر نہ ملے گی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نرمی سے کام زیادہ لیتے ہیں، لوگوں کو ڈھیل دیتے ہیں، ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے طریقہ کو اختیار کیجیے، سختی کے موقع پر سختی کیجیے اور نرمی کے موقع پر نرمی سے کام لیجیے۔

یہ مشورہ سن کر پیکر حلم و عفو نے جواب دیا کہ ہر ہونے والے واقعہ کا ایک دروازہ ہوتا ہے جس سے وہ آتا ہے، اس اُمت کے لیے جس

حادثہ کا خوف ہے وہ آکر رہے گا۔ اگر اس کا دروازہ بھی بند کر دیا جائے تو وہ بزور کھول دیا جائے گا لیکن میں اس کو نرمی سے بند کروں گا۔ البتہ حدود اللہ میں نرمی نہ برتوں گا۔

اگر یہ دروازہ بزور کھولا گیا تو مجھ پر کسی کی حجت باقی نہ رہے گی۔

اللہ جانتا ہے کہ میں نے لوگوں کی بھلائی میں کوتاہی نہیں کی۔ فتنہ کی چکی چلنے والی ہے۔ اگر عثمان رضی اللہ عنہ اس حالت میں مر گیا کہ اس نے اس چکی کو حرکت نہیں دی تو اس کے لیے بشارت ہے، تم لوگوں میں سکون پیدا کرو۔ ان کے حقوق پورے کرو اللہ کے حقوق میں کسی کی مداہنت نہ کرو۔ (تاریخ طبری، ص: ۲۹۴۵، تاریخ اسلام، معین ندوی، ج: ۱، ص: ۲۴۸)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

بلوائیوں کے اعتراضات کی نوعیت

ابن سبا کی تحریک کا مقصد اتحاد اسلامی کو پارہ پارہ کرنا تھا۔ اس لیے من گھڑت اعتراضات کو آپ پڑھ کر خود جائزہ لے لیں گے کہ یہ اعتراض برائے اعتراض اور سادہ لوح بزرگوں میں شبہات پیدا کرنے کے سوا کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتے۔ اعتراض یہ تھے:

(۱) بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معزول کر کے اُن کی جگہ اپنے خاندان کے ناتجربہ کار نوجوانوں کو مقرر کیا۔ مثلاً حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدوں سے الگ کر دیا گیا۔

الجواب: اس اعتراض کے دو حصے ہیں۔

ایک یہ کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو معزول کیا۔

دوسرا یہ کہ ان کی جگہ اپنے خاندان کے ناتجربہ کار نوجوانوں کو مقرر کیا۔ لیکن ان میں سے ایک بات بھی قابل اعتراض نہیں اگر کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو کسی خدمت سے ریٹائرڈ کیا گیا تو انتظامی امور میں کوئی حرج نہیں ہوتی شرعاً کسی کو کسی خدمت سے الگ کرنا کوئی جرم نہیں۔

اسلام میں خدمت پر مامور افراد کے متعلق یہ تعلیم ہے کہ "سید القوم خادمھم" قوم کے رہنما سردار، قوم کے خادم ہوتے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کسی حکمت کے تحت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہٹا کر ان کی جگہ حضرت عبیداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا تو وہ کوئی ناراض نہیں ہوئے بلکہ سپاہی کی حیثیت سے بھی جنگوں میں شریک ہوئے اور وہ خدمات انجام دیں جو کہ تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہیں۔

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصریٰ سے وقتی طور پر معزول کیا تو بعد میں ان کو کوفہ کا والی بنا دیا۔ کوفہ والوں کی خواہش کے مطابق کر دیا۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مسعود رضی اللہ عنہ کو کسی حکمت کی وجہ سے کسی خدمت کے کام سے اگر ریٹائرڈ کر دیا تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں اور صحابہؓ تو کسی عہدہ کی خواہش ہی نہ رکھتے تھے۔

اسی طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اگر کسی حکمت کے تحت، کسی خدمت سے الگ کیا تو یہ ان کا انتظامی معاملہ تھا۔ اُن کے مخالفین کا یہ اعتراض صرف اسلامی حکومت کے نظام کو پارہ پارہ کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکومت ملی اور اُنہوں نے خلافت کا نظام سنبھالا تو سابقہ کئی گورنر صحابہ رضی اللہ عنہ انہوں نے تبدیل کیے تو اس کو بھی غلطی شمار نہیں کیا جائے گا۔ اور اُن کے اصول پر تو یہ بھی اعتراض ہو گا کہ انہوں نے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہٹا دیا۔ اعتراض کا دوسرا ٹکڑا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بجائے اپنے نوجوانوں اور ناتجربہ کار اعزہ کو مقرر کیا۔ محض ایک بے معنی مغالطہ ہے۔

عمال کے عزل و نصب کا اصل معیار حکومت و جہانبانی کی صلاحیت ہے اس اعتبار سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کا انتخاب کیا وہ ان عہدوں کے لیے موزوں ترین تھے۔ ان کی اولوالعزمی اور شجاعت نے اسلامی حکومت کے ڈانڈے اسپین، چین، اور ہندوستان سے ملا دیئے۔ جن کی تفصیل فتوحات صحابہ رضی اللہ عنہم میں مذکور ہے۔

یہ صحیح ہے کہ شرف صحابیت ایک بڑا معیار ہے لیکن مذہبی اور سیاسی

نقطۂ نظر سے عمال کے لیے صحابیت کی شرط ضروری نہیں۔ اور نہ یہ کوئی ضابطہ ہے کہ برادری میں سے کسی کو یا قبیلے میں سے کسی کو نامزد کرنے کی ممانعت ہو۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی بکر کو گورنر بنا کر بھیجا۔ اس اصول پر تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی اعتراض کریں گے کہ برادری کے افراد کو کیوں گورنر مقرر کیا لیکن اھل السنۃ والجماعۃ اطاعتِ امیر کے جزبہ سے سرشار ہیں۔ وہ خلفائے راشدینؓ کے حکم کی اتباع کرتے ہیں۔

سب مقامات پر یہی سبائیوں کو جواب دیتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے جو کیا وہ بھی ٹھیک تھا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو کیا وہ بھی ٹھیک تھا۔ ہم چاروں خلفائے راشدینؓ ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی اتباع کرتے ہیں اور اُن کی ہی پالیسی کی تائید کرتے ہیں۔ عثمان و علی رضی اللہ عنہم دونوں خلفائے راشدین میں سے تھے۔ دونوں نے جو کیا درست کیا اور دونوں کی پالیسی صحیح تھی۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

یہ لوگ کہتے ہیں: ”میں نے نوعمر لوگوں کو حاکم بنایا؟“

(جواب یہ ہے کہ) میں نے قابل اور پسندیدہ متحمل مزاج افراد کو ہی حاکم بنایا ہے ان کے بارے میں تم ان لوگوں سے پوچھو جو ان کی عملداری کے اندر رہتے ہیں۔ اور ان کے شہروں کے باشندے ہیں۔ مجھ سے

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

پہلے بھی سب سے کم عمر شخص کو حاکم بنایا گیا تھا۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کو حاکم بنایا تھا، آپ ﷺ پر اس سے زیادہ اعتراض کیا گیا تھا جو مجھ پر اعتراضات کیے جا رہے ہیں۔ کیا ایسا ہی ہے؟ لوگوں نے کہا: ”جی ہاں! بے شک یہ لوگ ایسے اعتراضات کرتے ہیں، جنہیں وہ ثابت نہیں کر سکتے۔“ (تاریخ طبری، ج: ۳، حصہ: اول، ص: ۳۹۶)

بیت المال سے انعام کے متعلق اعتراض

(۲) بلوائیوں نے دوسرا یہ اعتراض کیا کہ بیت المال سے فلاں فلاں کو کیوں دیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہ اعتراض بھی بالکل غلط اور مہمل ہے۔ جس فیاض، غنی نے اسلام کے عہد عُسرت میں اس کے مصالح کے لیے اپنی بے دریغ دولت لٹائی ہو وہ بیت المال پر کیا نگاہ ڈالتا، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اپنے ۱۲ سالہ دور خلافت میں بھی بڑے صاحب ثروت تھے۔

انہیں بیت المال سے فائدہ اٹھانے کی احتیاج ہی نہ تھی۔

بلکہ خلفاء میں وہی ایک ایسے بزرگ تھے، جو اپنے واجبی مصارف کے لیے بھی بیت المال سے کچھ نہ لیتے تھے۔ کھانا بھی اپنے ذاتی مال سے کھاتے تھے۔ اس اعتراض کی بنیاد غلط فہمی پر ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بڑے صاحب ثروت تھے اور ثروت کے ساتھ اللہ نے فیاض بھی بنایا تھا،

اس لیے وہ اپنے ذاتی رویہ سے اپنے غریب اعزہ کی بھی مدد کرتے تھے۔ اسے مخالفین دوسرے رنگ میں مشہور کرتے تھے۔ اسی غلط فہمی کو آپ نے خود ایک تقریر میں دور فرمایا تھا۔ وہ تقریر بھی تاریخ کے ریکارڈ میں موجود ہے۔

علامہ طبری اور مؤرخ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں، آپ نے فرمایا:

"لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنے خاندان والوں سے محبت کرتا ہوں اور ان کو دیتا ہوں۔ لیکن میری محبت نے مجھے ظلم کی طرف مائل نہیں کیا ہے۔ بلکہ میں ان کے واجبی حقوق ادا کرتا ہوں۔ جو کچھ میں ان کو دیتا ہوں وہ اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں۔ مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لیے حلال سمجھتا ہوں اور نہ کسی دوسرے کے لیے۔ میں رسول اللہ ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی اپنے ذاتی مال سے ان کو بڑی بڑی رقمیں دیتا تھا، حالانکہ اس زمانہ میں بخیل و حریص تھا۔ اور اب جب کہ میں اپنی خاندانی عمر کو پہنچ چکا ہوں، زندگی ختم ہونے کے قریب ہے اور اپنا تمام سرمایہ اپنے اہل وعیال کے سپرد کر دیا ہے تو ملحدین ایسی باتیں مشہور کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے کسی ملک پر خراج کا کوئی مزید بار نہیں ڈالا کہ اس قسم کا الزام مجھ پر عائد کیا جائے۔ جو آمدنی ہوئی، وہ انہی لوگوں کی ضرورت وفلاح میں صرف ہوئی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میرے پاس صرف خمس آتا ہے۔ اس میں سے بھی میں کچھ لینا جائز نہیں سمجھتا۔ اسے مسلمان جس مصرف میں مناسب سمجھتے ہیں، صرف کرتے ہیں۔ اس میں میرا مشورہ تک نہیں ہوتا۔ اللہ کے مال میں ایک پیسہ کا تصرف نہیں کیا جاتا۔ حتی کہ میں کھانا بھی اپنے ذاتی مال سے کھاتا ہوں۔

(تاریخ طبری، ج: ؟ص: ۳۹۶، تاریخ اسلام، ندوی، ج: ۱، ص: ۲۵۰)

(۲) بیت المال میں تصرف کے سلسلہ میں جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں وہ نہایت مسخ شدہ شکل میں ہیں۔ اصلی شکل میں وہ قابل اعتراض نہیں، مثلاً مروان کو طرابلس کے مال غنیمت کا کوئی حصہ آپ نے عطا نہیں کیا تھا مروان نے پانچ لاکھ میں خریدا تھا۔ جو کہ بیت المال میں جمع کرایا گیا۔ (تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۲۹، تاریخ اسلام، ندوی، ج ۱، ص ۲۵۰)

(۳) آج بھی مجاہدین کا حوصلہ بڑھانے کے لیے انعامات رکھے جاتے ہیں اور اسی سلسلہ میں طرابلس پر فوج کشی کے وقت کمانڈر حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی حوصلہ افزائی کے لیے وعدہ فرمالیا کہ اگر تم نے یہ مہم سر کی تو تم کو مال غنیمت کے خمس کا پانچواں حصہ دیا جائے گا۔ اس قسم کے انعام خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ بھی اپنے دورِ حکومت میں دیئے۔ تاریخ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

خادم السنۃ حافظ عبدالمجید الحنفی

افریقہ میں جنگ

مصری علاقہ طے کرنے کے بعد مجاہدین افریقہ کی سرزمین میں گھس گئے یہاں تک کہ جرجیر (دشمنوں کے سردار) تک پہنچ گئے اور جنگ کرنے لگے عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ نے اجل (دشمن فوج کے سردار) کو قتل کردیا اور افریقہ کے میدانوں، پہاڑوں اور شہروں کو فتح کرلیا۔ پھر اہل افریقہ مسلمان ہوگئے اور مطیع و فرمانبردار ہوگئے۔

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے اہل فوج پر مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ اور انہوں نے خمس کا پانچواں حصہ (حسب وعدہ امیر المؤمنین) خود لیا اور باقی چار حصے ان وثیہ نصری کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے۔

ایک وفد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> میں نے خود انہیں یہ مال انعام کے طور پر دیا تھا اور اس بات کا حکم دیا تھا اب تمہیں اختیار ہے کہ اگر تم اس کو خوشی سے اجازت دو گے تو وہ انعام برقرار رہے گا، اگر تم اس بات پر ناخوش ہو تو اسے واپس لوٹا لیا جائے گا۔ اعتراض کرنے والوں نے کہا: ہم اس بات سے ناخوش ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر وہ لوٹا لیا جائے گا۔ اس کے بعد

آپ نے عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح کو یہ انعام لوٹانے اور ان سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایت لکھی۔ مگر اعتراض کرنے والے کہنے لگے:

"اس واقعہ کے رونما ہونے کے بعد ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہمارے حاکم رہیں۔ اس لیے آپ انہیں معزول کر دیں۔"

حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن سعدؓ کو لکھا: تم افریقہ کے علاقہ پر ایسا جانشین مقرر کرو جس سے تم بھی مطمئن ہو اور یہ لوگ بھی خوش ہوں اور وہ خمس میں سے پانچواں حصہ جو میں نے تمہیں انعام کے طور پر دیا تھا اُس کو ان میں تقسیم کر دو کیونکہ یہ لوگ اس انعام سے نا خوش ہیں۔

عبداللہ بن سعدؓ تعمیل کرنے کے بعد مصر لوٹ آئے اس وقت افریقہ کا تمام علاقہ مفتوح ہو چکا تھا۔ (تاریخ طبری، ج: ۳، حصہ: اول، ص: ۲۸۶)

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی سرح کو مال غنیمت سے خاص حصہ دیا؟

(جواب یہ ہے کہ) میں نے انہیں مال غنیمت کے خمس میں سے پانچواں حصہ انعام کے طور پر دیا تھا جو ایک لاکھ رقم تھی۔ ایسے احکام حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم نے بھی جاری کیے تھے مگر جب لوگوں نے اُس بات کو ناپسند کیا تو میں نے یہ رقم واپس لے کر انہیں میں تقسیم کر دی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

تھی۔ حالانکہ یہ اُن کا حق نہیں تھا۔ کیا یہی بات ہے؟" لوگوں نے کہا: جی ہاں بے شک۔" (تاریخ طبری، ج: ۳، حصہ: اول، ص: ۳۹۶)

مؤرخ مودودی بھی سبائیوں کے راستہ پر چل پڑے

ہمارے دور میں مؤرخ مودودی نے بھی سبائی پارٹی کے اس اعتراض کو پھر دوہرایا اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی اتباع کے بجائے بلوائیوں اور سبائیوں کے راستہ پر چل پڑے۔ وہ اپنی کتاب خلافت و ملوکیت میں لکھتے ہیں:

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان (بنی اُمیہ) کے ساتھ دوسری رعایات کیں، جو عام طور پر لوگوں پر ہدف اعتراض بن کر رہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے افریقہ کے مالِ غنیمت کا پورا خمس (۵ لاکھ دینار) مروان کو بخش دیا۔"

(خلافت و ملوکیت ص ۱۰۶، ترجمان القرآن، جون ۱۹۶۵، ص: ۳۴)

اصل حقیقت

فلسفۂ تاریخ کے امام، امام المؤرخین علامہ ابنِ خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہما نے فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ بھیجا۔

ناشتراہ مروان بن الحکم بخمس مأئہ الف دینار

و بعض الناسی یقولون المطاہ ولا یصح

جسے مروان نے پانچ لاکھ دینار پر خرید لیا اور یہ رقم بیت المال میں جمع کرادی اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان کو بخش دیا تھا یہ صحیح نہیں۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۲، ص ۱۲۹، مؤلفہ ابن خلدون، عادلانہ دفاع، ص ۳۹ مؤلفہ نور الحسن شاہ)

مؤرخ مودودی نے یہ جسارت ابن سعد، ابن اثیر (رحمۃ اللہ علیہ) کو آڑ بنا کر کی ہے۔ ابن اثیر تو مأخذ نہیں ہے۔ وہ تو خود ناقلین میں سے ہے۔

اور ابن سعد کی روایت میں اول تو ۵ لاکھ دینار کا سرے سے ذکر ہی نہیں۔ مطلق خمس کا ذکر ہے۔ پھر یہ روایت واقدی کی ہے اور واقدی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

واقدی کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ کذّاب تھا۔ امام داؤدؒ فرماتے ہیں کہ وہ جعلی حدیثیں بناتا ہے۔ بہر حال مودودی صاحب کے اتنے بڑے بہتان کی بنیاد واقدی کی روایت ہے جو کہ کذاب ہے۔

افریقہ کے خمس کا واقعہ

علامہ ابن خلدون (المولود ۷۳۲ھ المتوفی ۸۰۸) لکھتے ہیں:

امیر المؤمنین عثمانؓ کے مخالفوں نے ایک یہ الزام بھی قائم کیا تھا

کہ آپ نے مروان کو افریقہ کا خمس دے دیا ہے۔

اور صحیح یہ ہے کہ مروان نے اس کو پانچ لاکھ کی قیمت دے کر خرید لیا تھا اور امیر المومنین عثمانؓ نے قیمت وصول کر کے بیت المال میں جمع کرادی تھی۔ (تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، رسول اور خلفائے رسول ﷺ، ص: ۳۴۲)

(۲) مؤرخ مودودی کو اندیشہ تھا کہ شاید دنیا ابنِ سعد کی اس راویت کے متعلق مطلع ہو جائے کہ اس کا راوی محمد بن عمر واقدی ہے تو کون اس کا اعتبار کرے گا لہٰذا آپ لکھتے ہیں:

"اس کی تائید ابن جریر طبری کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ افریقہ میں عبداللہ بن سعد بن سرح نے وہاں کے بطریق سے تین سو قنطار خالص سونے پر مصالحت کی تھی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ رقم الحکم یعنی مروان بن حکم کے باپ کے خاندان کو عطا کر دینے کا حکم دیا۔" (ترجمان القرآن، اکتوبر ۱۹۶۵ء، ص ۵۰، بحوالہ طبری، ج ۳، ص ۳۱۴)

مگر اتفاق کی بات یا مقدر کی شومی کہ طبری کی اس روایت کا راوی بھی واقدی ہے۔ مودودی صاحب جسے طبری کا بیان فرما رہے ہیں۔

وہ طبری کا بیان نہیں بلکہ واقدی کا بیان ہے۔

واقدی نام آجانے کے بعد روایت کو دیکھنے اور اس پر غور کرنے کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی تاہم روایت کا آخری جملہ ملاحظہ ہو:

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے استاذ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ نے خاندانِ حکم کو وہ سونا دینے کا حکم دیا تھا؟

قُلْتُ او لِمَرْوَان؟ قَالَ لَا اَدْرِیْ!

یا مروان کو دینے کا؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔

غور فرمائیے! اس لا ادری (میں نہیں جانتا) کے بعد اس روایت کی کیا قیمت باقی رہ جاتی ہے؟ جب راوی کو یہ علم ہی نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کس کے متعلق حکم دیا تھا تو وہ کس بنیاد پر کہہ رہا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ سونا آل الحکم کو دینے کا حکم فرمایا۔

سبائیوں کی تائید میں مودودی صاحب کی دیانت کا اندازہ کریں کہ انہوں نے وہ روایت تو نقل کر دی جس سے حضرت امام مظلوم رضی اللہ عنہ کی امانت و دیانت مجروح ہوتی ہے، لیکن روایت کا وہ آخری جملہ نقل ہی نہیں کیا، جس سے یہ پوری روایت ہی مجروح ہو کر رہ جاتی ہے؟

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تاریخ طبری کا مقام

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے:

ان میں فی الجملہ تشیع تھا۔ (میزان الاعتدال، مؤلفہ: امام ذہبی)

(۲) مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی تحریر فرماتے ہیں:

بہت سے غلط واقعات تاریخ کا جز بن گئے۔ حتی کہ مورخ ابن جریر طبری اپنی محدثانہ تنقید کے باوجود اپنی کتاب کو غلط روایات

سے محفوظ نہ رکھ سکا اور آغاز تاریخ اسلام میں، جو واقعات پولیٹیکل مقاصد کے لیے تراشے گئے تھے، اس میں داخل ہو گئے۔

(سیرت الصحابۃ، جلد ششم، ص: ۹۴)

(۳) مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

ابن سعد اور طبری میں کسی کو کلام نہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان لوگوں کا مستند ہونا ان کی تصنیفات کے مستند ہونے پر چنداں اثر نہیں ڈالتا۔ وہ راویوں کے ذریعہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن ان کے بہت سے رواۃ ضعیف الروایۃ اور غیر مستند ہیں۔

(سیرت النبی ﷺ، مؤلفہ: شبلی نعمانی، حصہ اول، ص: ۴۵)

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

(۴) امام طبری (المولود ۲۲۵ھ المتوفی ۳۱۰ھ) خود لکھتے ہیں:

اس کتاب کو پڑھنے کے وقت یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ جو کچھ اس کتاب میں اخبار گزشتہ اور ماضی کے حوادث کا علم، اس قوم کو جس نے ان کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا صرف خبروں اور بیان دینے والوں کے بیان سے مل سکتا ہے جب کہ ہم استخراج عقلیہ اور استنباط فکریہ کے ساتھ ان حالات کا علم نہیں لگا سکتے۔

لہٰذا ہماری اس کتاب میں کسی خبر و روایت کو پڑھنے والا اجنبی سمجھے یا سننے والا قبیح قرار دے صرف اس بنا پر کہ وہ روایت کو درست نہیں سمجھتا تو اُسے جان لینا چاہیے کہ ہم نے اپنی طرف سے کوئی ملمع سازی یا

رنگ آمیزی نہیں کی بلکہ بعض ناقلین سے وہ ہمیں اس طرح آپہنچی ہیں۔ پس ہم نے ان کو اسی طرح آگے لکھ دیا۔ جس طرح وہ ہم تک پہنچیں تھیں۔ (تاریخ طبری، ج: اول، مقدمہ، مؤلفہ: ابو جعفر بن جریر طبری، ص: ۱۷)

حقیقتِ حال

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مفسد سبائیوں کے اس الزام کی حقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماعِ عظیم میں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ کر خود حمد وثناء کے بعد بیان فرمائی:

کہتے ہیں کہ میں اپنے اہل خاندان سے محبت کرتا ہوں اور ان کو عطیات دیتا ہوں۔

فاما حبی فانه لم یملی معهم علی جور، بل احمل الحقوق علیهم و اما اعطاؤهم فانی ما اعطیهم من مالی ولا استحل اموال المسلمین لنفسی ولا لاحد من الناس.[1]

لیکن ان کے ساتھ میری محبت نے مجھے ظلم وجور پر مائل نہیں کیا۔ بلکہ میں ان کے حقوق ادا کرتا ہوں اور میرا اپنے اقارب کو عطیات دینا! سو جو کچھ میں نے اُن کو دیا، اپنے ہی مال سے دیا۔ مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لیے حلال سمجھتا ہوں اور نہ ہی کسی اور کے لیے"

---

[1] طبری، ج: ۳، ص: ۳۸۵

دیکھئے! امام عالی مقام نے خود وضاحت کر دی ہے اور سبائیوں کے الزام کا جواب دے دیا ہے اور مودودی صاحب کے اعتراض کا جواب بھی آگیا ہے۔ لیکن وہ حضرت عثمانؓ کے وضاحتی بیان کو نظر انداز کر گئے۔

مؤرخ مودودی نے اپنے اس بہتان و افتراء کے لیے کنزالعمال اور طبقات ابن سعد کا سہارا لیا ہے۔ مگر قارئین کرام یہ معلوم کر کے یقیناً حیران ہوں گے کہ ابن سعد کی بھی یہ روایت مشہور بدنام اور شہرہ آفاق دروغ گو محمد بن عمر واقدی کی ہے۔ جس کو محدثین نے کذاب راویوں میں شمار کیا ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) واقدی کے بارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واقدی کی تمام تصانیف جھوٹ کا انبار کتب سیرت کی اکثر بیہود روایتوں کی سرچشمہ انہیں کی تصانیف ہیں۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مؤلفہ: علامہ شبلی نعمانی، جلد: ششم، ص: ۳۳)

(۲) امام الحافظ محدث شمس الدین ذہبی (المتوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

هو كذاب يقلب الاحاديث

واقدی کذاب ہے۔ احادیث میں الٹ پھیر کرتا ہے۔

(۳) ابن مدینی کہتے ہیں: واقدی حدیث وضع کرتا ہے۔ اس نے

تیس ہزار حدیثیں روایت کی ہیں غریب (مجروح) ہیں۔

(۴) علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واستقر الاجماع وھن الواقدی.

(واقدی کے ضعف پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔)

(میزان الاعتدال، مطبوعہ مصر، ج: ۳، ترجمہ محمد بن عمر بن واقد الاسلمی)

(۵) امام نسائی کہتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے چار شخص مشہور ہیں:

مدینہ میں	ابراہیم بن ابی یحییٰ
بغداد میں	واقدی
خراسان میں	مقاتل
شام میں	محمد بن سعید

(۶) ابن مدینی فرماتے ہیں ان کے پاس ۲۰ ہزار حدیثیں ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔

(۷) امام ابوداؤد فرماتے ہیں۔ واقدی حدیث بناتا ہے۔

(۸) امام شافعی سے منقول ہے کہ مدینہ میں سات آدمی سند میں وضع کیا کرتے تھے واقدی بھی انہی میں تھا۔ (سیر الصحابۃ، ج ۱، جز المہاجرین، ص ۱۴)

(۹) علامہ علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) کذابین کی وضع کردہ روایات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

و من ذالک الاحادیث فی ذم معاویہ و ذم عمرو بن العاص و ذم بنی امیہ و مدح و المنصور و اسفاح و کذا ذم یزید و الولید و مروان بن الحکم۔(لموضوعات الکبیر، مطبوعہ حیدرآباد، دکن، ص: ۱۶۱)

اور انہی موضوعات میں سے ہیں وہ احادیث جو حضرت معاویہ حضرت عمرو بن العاص بنو اُمیہ کی مذمت اور منصور اور سفاح (بنو عباس) کی مدح میں ہیں۔ اور اسی طرح یزید، ولید، اور مروان بن الحکم کی مذمت میں جو احادیث ہیں سب موضوع ہیں۔

(موضوعاتِ کبیر، مؤلفہ: علامہ علی قاری حنفی)

(۳) بقیع کی چراگاہ کے متعلق اعتراض

بقیع کی چراگاہ کو مخصوص کرنے کے واقعہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ بعض چراگاہیں عہد فاروقیؓ سے بیت المال کے مویشی کے لیے مخصوص تھیں۔ اس کی تصریح خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بیان میں فرمائی ہے:

میں نے اُنہیں چراگاہوں کو مخصوص کر دیا ہے جو مجھ سے پہلے مخصوص ہو چکی تھیں۔ میرے پاس اس وقت دو اُونٹوں کے سوا کوئی مویشی نہیں ہیں، حالانکہ خلافت سے پہلے میں عرب میں سے سب سے زیادہ اونٹوں اور بکریوں کا مالک تھا۔

اور آج دو اُونٹوں کے سوا جو حج کے سفر کے لیے رکھ چھوڑے ہیں، میرے پاس ایک اونٹ اور ایک بکری تک نہیں ہے۔

کیا ایسا ہی ہے؟

لوگوں نے کہا: "جی ہاں!"

(تاریخ طبری، ج: ۳، ص: ۳۹۵) (تاریخ اسلام، مؤلفہ معین الدین ندوی، ج: ۱، ص: ۲۵۱)

(۴) ہرمزان اور جفینہ کے قتل کا اعتراض

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے خود اپنے آپ کو واقعہ کے ساتھ ہی قتل کر دیا تھا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے بیٹے عبید اللہ بن عمرؓ کو یہ خیال تھا کہ قتلِ فاروق اعظمؓ کی سازش میں ہرمزان اور جفینہ بھی شریک تھا۔ اس بناء پر ان دونوں کو انہوں نے قتل کر دیا۔

جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے سامنے عبید اللہ کا مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ بعض نے قصاص لینے کی رائے دی۔ اور بعض نے کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ کل عمر فاروق رضی اللہ عنہ قتل ہو چکے ہیں اور آج ان کے لڑکے کو قتل کیا جائے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

امیر المؤمنین! اگر آپ عبید اللہ کو معاف کر دیں گے تو اُمید ہے کہ اللہ آپ سے مواخذہ نہ کرے گا۔ اس اختلاف رائے پر آپ نے فرمایا کہ چونکہ مقتول کا کوئی وارث نہیں ہے۔ اس لیے میں بحیثیت ولی کے قصاص کو دیت سے بدلے دیتا ہوں اور اپنی جیب خاص

سے دیت ادا فرمائی۔

(طبری، ص: ۲۸۴۹، تاریخ اسلام، ج: اول، ص: ۲۵۲، مؤلفہ: معین الدین ندوی)

ظاہر ہے کہ اس خاص شکل میں سب سے زیادہ دانش مندانہ فیصلہ یہی ہو سکتا تھا۔ قماذبان اپنے والد (ہرمزان) کے قتل کا حال اس طرح بیان کرتا ہے:

اہل عجم مدینہ میں ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ فیروز میرے والد کے پاس سے گزرا۔ اس کے ہاتھ میں دو سر والا خنجر تھا۔ میرے والد (ہرمزان) نے اسے پکڑا اور پوچھا: ”تم اس ملک میں اس کا کیا کرو گے؟“

وہ بولا: ”میں اسے استعمال کروں گا۔“

ایک آدمی نے اسے اس حالت میں دیکھا تھا۔

عبدالوحید الحنفی

سازش کا الزام

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا تو اس شخص نے کہا:

میں نے اس (قاتل فیروز) کو ہرمزان کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس نے یہ خنجر فیروز کو دیا تھا۔ یہ سن کر عبید اللہ نے آ کر اس (ہرمزان) کو قتل کر دیا۔

جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا اور مجھے مختار

بنا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا:

قصاص کا حکم

اے میرے فرزند! یہ (عبید اللہ بن عمرؓ) تمہارے باپ کا قاتل ہے اور تم ہم سے زیادہ اس کو (قتل کرنے کا) حق رکھتے ہو۔ جاؤ اور اسے (قصاص میں) قتل کر دو۔ (اس کے بعد) میں عبید اللہ بن عمرؓ کو اپنے ساتھ لے گیا۔

اس وقت اس مقام کا ہر شخص میرے ساتھ تھا۔ مگر وہ سب مجھ سے اس کے بارے میں کچھ مطالبہ کر رہے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا:

کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟

بولے: "ہاں!"

اُنہوں نے پھر اُسے بُرا بھلا کہا۔

میں نے اللہ کی خوشنودی کے لیے اُس کو معاف کر دیا اور ان مسلمانوں کی خاطر میں نے اُس کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے (معاف کرنے پر) مجھے اوپر اٹھالیا۔ اللہ کی قسم! میں لوگوں کے سروں اور ان کے ہاتھوں پر سوار ہو کر گھر پہنچا۔

(تاریخ طبری، ج: سوم، حصہ اول، ص: ۲۷۶، مطبوعہ: نفیس اکیڈمی کراچی)

یہ ہے اسلام کا عدل و انصاف اور یہ ہیں اس کی برکات کہ باپ کا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قاتل بھی اس عدل و انصاف کو دیکھ خوشی سے اللہ کی رضا کے لیے معاف کررہا ہے اور مسلمان ایک جان کے بچنے پر اُس کا کس طرح استقبال کر کے اس کو اس کے گھر پہنچارہے ہیں۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کے دل آج تک جل رہے ہیں کہ عبیداللہ بن عمرؓ قتل ہونے سے کیوں بچ گئے۔

(۵) مصحف صدیقی کے سوا تمام مصاحف کے تلف کرنے کا اعتراض

ایک یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ مصحف صدیقؓ کے سوا تمام مصاحف تلف کر دیئے گئے۔ یہ اعتراض بھی نہایت لغو ہے۔ یہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی مذہبی خدمت اور اُمت اسلامیہ پر سب سے بڑا احسان ہے کہ اُنہوں نے پوری اُمت کو ایک قرآن پر متحد کر دیا۔ چنانچہ اس اعتراض کے جواب میں حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

”یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کئی کتابوں میں تھا، میں نے اُسے ایک کر دیا۔ (اس کا جواب یہ ہے کہ)

قرآن حکیم ایک ہے جو اللہ واحد کی طرف سے نازل ہوا۔ اور میں اس معاملے میں ان لوگوں (پیشروں) کا تابع ہوں۔ کیا ایسا ہی ہے؟

مسلمانوں نے کہا: جی ہاں! بے شک (یہی بات ہے)۔

(طبری، ج: ۳، ص: ۳۹۵)

(۴) منیٰ میں چار رکعت پڑھنے پر اعتراض

منیٰ میں دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھنے پر اعتراض کیا گیا۔
اس کی وجہ خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمادی تھی کہ جب میں مکہ پہنچا تو یہاں قیام کی نیت کرلی تھی، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کسی مقام پر اقامت کی نیت کرے تو اس کو مقیم کی طرح نماز پڑھنی چاہیے۔[1]

(۲) چنانچہ طبری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دلائل منقول ہیں:

مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اہل یمن کے بعض لوگ جو حج کر کے واپس یمن گئے تھے، وہ پچھلے سال حج سے فارغ ہو کر یہ کہنے لگے تھے۔
"مقیم کی نماز بھی دو رکعتیں ہیں کیونکہ تمہارے خلیفہ عثمانؓ بھی دو رکعتیں نماز پڑھاتے ہیں۔"

اس کے علاوہ میں نے مکہ معظمہ کو اپنا گھر اور وطن بنالیا ہے۔ اس لیے میری یہ رائے ہے (یعنی میرا ذاتی اجتہاد ہے) کہ میں چار رکعت نماز پڑھاؤں۔ اس لیے کہ مجھے ان لوگوں کے بارے میں یہ اندیشہ ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میں نے مکہ میں نکاح کر لیا ہے اور طائف میں میرا امال و جائیداد ہے اور میں اس کی خبر گیری کے لیے جاتا ہوں اور وہاں قیام کرتا ہوں۔ (طبری، ج: سوم، حصہ: اول، ص: ۳۰۲)

[1] اصابہ فی تمیز الصحابۃ تذکرہ حکم بن العاص، تاریخ اسلام، موئلفہ معین الدین ندوی، ج ۱، ص ۲۵۲

(۶) بعض صحابہؓ کو شروع میں اشکال ہوا لیکن جب حضرت عثمانؓ نے فرمایا: یہ میرا ذاتی اجتہاد ہے۔ (طبری، ج: سوم، ص: ۳۰۳)

اس وضاحت سے صحابہؓ کا اشکال دور ہو گیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین کی رائے کے خلاف کرنا شر ہے۔ میں نے تو اپنے ہمرائیوں کے ساتھ چار رکعتیں پڑھی ہیں۔

عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے بھی فرمایا: جیسا تم کہتے ہو ہم ویسا کریں گے یعنی ہم ان کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھیں گے۔

(طبری، ج: سوم، حصہ: اول، ص: ۳۰۳)

(۷) حکم بن العاص کی جلاوطنی ختم کرنے پر اعتراض

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ لوگ کہتے ہیں:

"میں نے حکم کو واپس بلا لیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جلا وطن کر دیا تھا۔ حکم مکہ کے باشندے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ سے طائف روانہ کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس بلا لیا۔ اس طرح یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی جنہوں نے انہیں روانہ کیا اور پھر واپس بلا لیا۔ کیا ایسا ہی ہے؟ لوگوں نے کہا "جی ہاں بے شک۔"

(تاریخ طبری، جلد: سوم، حصہ: اول، ص: ۳۰۳)

عبد الوحید

(۸) مصریوں کے ساتھ بد عہدی کا اعتراض

بلوائیوں نے ایک جعلی خط بنا کر دوبارہ مدینہ میں یورش کی۔ آپ نے اس اعتراض پر جواب میں فرمایا:

تاریخ ابن جریر طبری میں ہے:

یہ لوگ خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے:

کیا آپ نے ہمارے بارے میں ایسی باتیں لکھی ہیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم میرے بر خلاف دو مسلمانوں کی شہادتیں لاؤ یا مجھ سے حلف اٹھواؤ۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں نے یہ خط نہیں لکھا اور نہ میں نے لکھوایا ہے اور نہ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ کبھی کبھی کسی کی طرف سے (جعلی) خط بھی لکھا جاتا ہے اور مہر بھی لگادی جاتی ہے۔"

(طبری، ج: سوم، حصہ: اول، ص: ۴۰۶)

(۲) خلاف ورزی کا الزام

بلوائیوں نے کہا: کیا ہمارے ساتھ آپ کا یہ معاملہ طے نہیں ہوا تھا کہ آپ اپنے تمام کاموں سے توبہ کریں گے اور ہماری شکایتوں کو دور کریں گے اور اس پر آپ نے پختہ عہد و پیمان کیے تھے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں اس عہد پر قائم ہوں۔

اس پر انہوں نے کہا:

جعلی خط کا حوالہ

پھر اس خط کا کیا مطلب ہے جو ہم نے آپ کے قاصد کے پاس سے حاصل کیا ہے اور جسے آپ نے اپنے حاکم کے نام لکھا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ مجھے اس بات کا علم ہے۔(تاریخ طبری، ج: ۳، حصہ: اول، ص: ۴۲۵)

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بلوائیوں کی پہلی یورش

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر تمام عمال کو طلب کر کے فتنہ کے انسداد کی آخری کوشش کی تھی۔ پھر مدینہ منورہ آنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت زبیر وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا کر اُن سے رائے لی۔

ان بزرگوں نے خیر خواہانہ مشورے دیئے، حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے ان پر کاربند ہونے کا وعدہ فرمایا اور ان بزرگوں نے بھی اظہار طمانیت کیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مکہ سے ساتھ آئے تھے، شام واپس جاتے ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی نصرت کے لیے وہاں سے فوجیں

حافظ عبد الوحید الحنفی

بھیج دوں؟

فرمایا: ”میں ہمسائے گانِ رسول ﷺ کو فوج کے مصائب میں مبتلا نہ کروں گا، خواہ میرا سرتن سے جدا ہو جائے۔“

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چلتے چلتے پھر کہا: مجھے ناگہانی حادثہ کا خطرہ ہے۔

فرمایا: حسبی اللہ و نعم الوکیل (تاریخ ابن اثیر، ج: ۳، ص: ۶۰)

(تاریخ طبری، ج: ۳، حصہ اول، س: ۳۹۳، تاریخ اسلام، معین الدین ندوی، ج: ۱، ص: ۲۵۳)

اس واقعہ کے بعد ہی مصر کے بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی نیت سے مدینہ میں یورش کی۔ حضرت عثمانؓ ہر وقت فتنہ و فساد کو روکنے کے لیے ہر اصلاحی صورت کو قبول کرنے کے لیے آمادہ تھے۔

چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ: آپ جو کچھ مشورہ دیں، میں اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ باغیوں کو واپس کر دیجیے۔ چنانچہ تیس صحابہ و مہاجرینؓ و انصارؓ نے جا کر انہیں سمجھا بجھا کر واپس کر دیا۔

چنانچہ تاریخ طبری میں ہے:

مز کب علی ور کب معہ نف من المهاجرین فیهم سعید بن زید و ابو جهم العدوی و جبیر بن مطعم و حکیم بن حزام

ومروان بن حکم وسعید بن العاص وعبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید وخرج من الانصار ابو اسید الساعدی وزید بن ثابت و کعب بن مالک ومعھم من العرب نیار بن مکرزدغیرھم ثلاثون رجلاً وکلمھم علی ومحمد بن مسلمہ وھمااللہ ان قدمافسمعو القالتھماور جعوا.

(تاریخ طبری، ج: ۳، ص: ۳۹۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ حضرات مہاجرین کی ایک جماعت سوار ہو کر نکلی جس میں حضرات سعید بن زید، ابو جہم العدوی، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، مروان بن الحکم، سعید بن العاص، عبدالرحمٰن بن عتاب بھی شامل تھے، اور انصار سے حضرات ابو اسید اساعدی، ابو حید اساعدی، زید بن ثابت، حسان بن ثابت اور کعب بن مالک ساتھ تھے۔ اور ان کے ساتھ عرب میں سے حضرت نیاز بن مکرز وغیرہ تیس آدمی تھے ان بلوائیوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو فرمائی یہ دونوں حضرات تشریف لائے تھے۔ ان سبائیوں نے ان حضرات رضی اللہ عنہم کی بات کو مان لیا اور واپس ہو گئے۔[1]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ

---

[1] طبری، ج: ۳، ص: ۳۹۴، عادلانہ دفاع، مؤلفہ: نور الحسن بخاری، ص: ۳۴۶

کے افراد ہیں اور حضرت جبیر بن مطعمؓ اور حکیم بن حزامؓ وغیرہم ایسے اجلہ مہاجرین حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت کعب بن مالکؓ اور ابو حمید اساعدیؓ اکابر انصاری وغیرہ ہم تیس اصحاب رسول (رضی اللہ عنہم) تشریف لے جاکر ان سبائیوں کو سمجھا بجھا کر واپس کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے عام مسلمانوں کے سامنے تقریر کر کے اور آئندہ کے متعلق اپنا طرز عمل بتایا یہ تقریر اتنی موثر تھی کہ سارے سامعین کے آنسو نکل آئے۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالحمید الحنفی

خانہ جنگی کا آغاز

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

سیف کی روایت ہے کہ جب ۳۵ھ میں شوال کا مہینہ آیا تو اہل مصر چار قافلوں کی شکل میں روانہ ہوئے ان کی قیادت چار سردار کررہے تھے ان کی تعداد کم از کم چھ سو اور زیادہ سے زیادہ تعداد ایک ہزار تھی ان کے سردار مندرجہ ذیل حضرات تھے۔

باغیوں بلوایوں کے سردار

(۱) کنانہ بن بشر لیثی

[1] یہ واقعات طبری، ج: ۳، ص: ۳۹۴ سے ملخصاً ماخوذ ہیں، تاریخ اسلام، ج: اول، ص: ۲۵۳

(۲) سودان بن حمران سکونی

(۳) قیترہ سکونی

ان تمام قافلوں کا اعلیٰ سردار (۴) غافقی بن حرب عکی تھا۔ اور (۵) عبداللہ بن سباء (ابن سوداء) اسی گروپ میں تھا۔

عبداللہ بن سبا کی شرکت

ان لوگوں میں اس قدر جرأت نہ تھی کہ وہ مسلمانوں کو اس بات سے مطلع کرتے کہ وہ جنگ کرنے کے لیے جارہے ہیں بلکہ انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ وہ حج کے لیے سفر کررہے ہیں ان کے ساتھ عبداللہ بن السوداً بھی تھا (جو عبداللہ بن سبا کا لقب رکھتا ہے)۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

باغیوں کے مراکز

یہ سب (مفسدین) روانہ ہوئے۔ جب مدینہ تین منزل پر رہ گیا تو بصرہ کے کچھ لوگ "ذوخشب" کی منزل پر ٹھہر گئے اور اہل کوفہ کے کچھ لوگ "اعوص" کے مقام پر ٹھہرے۔ ان کے پاس مصر کے کچھ لوگ آئے۔ انہوں نے اپنے عوام کو "ذوالمروہ" کے مقام پر چھوڑ دیا تھا۔

اور اہل مصر اور اہل بصرہ کے پاس زیاد بن نضر اور عبداللہ بن اصم آئے اور دونوں کہنے لگے: تم یہیں ٹھہرو۔ اور خود مدینہ آئے۔

اپنے امیدواروں سے ملاقات

اس کے بعد کچھ افراد مل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، بصرہ کے کچھ افراد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کوفہ کے لوگ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور ہر گروہ نے یہ کہا:

اگر دوسری جماعتیں ہمارے امیر کے ہاتھ پر بیعت کر لیں (تو بہتر ہے) ورنہ ہم ان کے خلاف تدبیر کریں گے۔ اور ان کی جماعت سے الگ ہو جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات

خادم اہلسنت عبدالوحید

چنانچہ اہل مصر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ احجار الزیت کے پاس ایک لشکر میں تھے ان کے گلے میں تلوار تھی اور سرخ یمنی عمامہ باندھے ہوئے تھے، انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمانؓ کے اجتماع میں بھیجا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور حضرت علیؓ احجار الزیت کے قریب تھے۔

لعنتی افراد (حدیث)

مصریوں نے جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور اپنی عرض داشت

پیش کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان پر چلائے اور انہیں نکال دیا۔ آپ نے فرمایا:

"نیک لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ "ذوالمروہ" اور "ذو خشب" اور "الاعوص" کے لشکر پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ تم واپس جاؤ۔ اللہ تمہاری صحبت سے بچائے۔"

وہ بولے: "اچھا۔"

اور پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ (طبری، ج: ۳، حصہ اول، ص: ۳۹۹)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے اُن کی گفتگو

اہل بصرہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریب دوسری جماعت میں تھے۔ انہوں نے بھی اپنے دونوں فرزندوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا ہوا تھا۔

بصرہ کے لوگوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ وہ بھی ان پر چیخے اور چلائے اور انہیں نکال دیا۔

آپ نے فرمایا:

"مومنوں کو یہ بات معلوم ہے کہ "ذوالمروہ"، "ذو خشب" اور "اعوص" کی فوجوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے۔"

(طبری، ج: ۳، حصہ اول، ص: ۳۹۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا انکار

اہل کوفہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ وہ بھی دوسری جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنے فرزند عبداللہؓ کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج رکھا تھا۔ اہل کوفہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سلام کر کے درخواست پیش کی۔ وہ بھی ان پر بہت چلائے اور یہ کہہ کر انہیں نکال دیا کہ مسلمانوں کو یہ بات معلوم ہے کہ "ذوالمروہ"، "ذو خشب" اور "اعوص" کی فوجوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے۔

(طبری، ج: ۳، حصہ اول، ص: ۳۹۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالحمید الحنفی

بلوائیوں کا اچانک محاصرہ

بلوائی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، سے ملاقات کر کے وہ سب لوگ واپس آگئے اور یہ ظاہر کیا کہ وہ واپس جارہے ہیں۔ وہ "ذوالمروہ"، "ذو خشب" اور "اعوص" کے مقامات سے ہٹ گئے۔ اور اپنے لشکروں کے خیموں میں پہنچ گئے جو (مدینہ سے) تین منزل کے فاصلے پر تھے۔ یہ (باغی لوگ) چاہتے تھے کہ اہل مدینہ منتشر ہو جائیں، اس کے بعد یہ لوگ لوٹ کر حملہ کر دیں۔

(چنانچہ یہی ہوا) اہل مدینہ انہیں واپس جاتے ہوئے دیکھ کر منتشر

ہو گئے اور جب اہل مدینہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو باغی لوگ واپس آگئے اور مدینہ پہنچ کر اس کے گرد ونواح میں اپنی ناگہانی تکبیروں سے اہل مدینہ کو حیران کر دیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے خیمہ زن ہو گئے۔ انہوں نے کہا: جو ہتھیار نہیں اُٹھائے گا، وہ پناہ میں ہے۔ (طبری، ج: ۳، حصہ اول، ص: ۴۰۰)

بلوائیوں کے دوبارہ واپس آنے کا منصوبہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چند دنوں تک لوگوں کو نماز پڑھائی اور مسلمان اپنے گھروں میں رہے۔ انہوں نے گفت وشنید کا دروازہ بند نہیں کیا۔ چنانچہ چند افراد جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان باغیوں کے پاس آئے اور کہا: تم اپنے خیالات کو تبدیل کرنے کے بعد واپس چلے گئے تھے۔ پھر کیوں لوٹ آئے؟" وہ بولے: "ہم نے قاصد کے ہاتھ سے ایک خط پکڑا ہے، جس میں ہمیں قتل کرنے کا حکم ہے۔"

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی اُن کے پاس آئے تو اہل بصرہ نے بھی اس قسم کی بات کی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس آئے تو اہل کوفہ نے بھی یہی حال بیان کیا، بلکہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ سب نے مل کر کہا:

"ہم اپنے بھائیوں کی مدد کریں گے اور ہم سب مل کر ان کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

حفاظت کریں گے۔"

ایک ہی قسم کا جواب

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے پہلے ہی کوئی منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے اہل کوفہ وبصرہ! تمہیں اہل مصر کی اس بات کا کیسے علم ہو گیا جب کہ تم کئی منزلیں طے کر چکے تھے اور پھر ہماری طرف آئے ہو۔ اللہ کی قسم! "یہ منصوبہ مدینہ ہی میں تیار کیا گیا تھا"۔

وہ بولے: "آپ لوگ جیسا چاہیں خیال کریں، ہمیں اس شخص کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے چاہیے کہ برطرف ہو جائے۔"

بہرحال لوگ سمجھ گئے کہ فتنہ بازوں کا یہ محض ایک ڈرامہ ہے۔

(تاریخ اسلام ذہبی، خلفاص ۴۳۸ و تاریخ طبری ج ۲ ص ۴۰۰)

گفتگو کی آزادی

ان حالات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو نماز پڑھاتے رہے اور یہ باغی لوگ بھی ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملتا تھا۔ آپ کی نظر میں یہ لوگ خاک سے بھی کم تر تھے۔ یہ لوگ کسی کو گفتگو سے منع نہیں کرتے تھے۔ (طبری، ج: ۳، حصہ اول، ص: ۴۰۰)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نصرت کی

شیعہ مؤرخ ابو الحسن بن حسین بن علی المسعودی (المتوفی ۳۴۶ھ) لکھتے ہیں:

"جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ بلوائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور ان کے دوستوں کو ہتھیار دے کر آپ کے دروازے پر ان کی مدد کے لیے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے روکیں۔

اسی طرح زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے اپنے بیٹوں کو اسی غرض سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے کی طرف روانہ کیا۔ لیکن یہ لوگ بلوائیوں کو آپ کے دروازے سے دور رکھنے یا ہٹانے کے لیے جو تیر چلا رہے تھے، ان میں سے حسنؓ زخمی ہو گئے۔

قنبر کے سر میں زخم آیا اور محمد بن طلحہؒ بھی زخمی ہو گئے۔

حضرت عثمانؓ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے جب کہ آپ کے غلام اور دوسرے لوگ بلوائیوں کو گھر میں داخل ہونے سے روکنے کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لیے ان سے دست بدست لڑ رہے تھے۔

چنانچہ دو آدمیوں نے موقع پا کر آپ کو شہید کر دیا۔ یہ دیکھ کر آپؓ کی زوجہ کہنے لگیں: امیر المؤمنین کو قتل کر دیا گیا۔

ان کی آواز سن کر حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے، مکان میں داخل ہوئے، لیکن اس وقت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رُوح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ یہ دیکھ کر یہ لوگ رو پڑے۔

جب آپ کی شہادت کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، اور دوسرے مہاجرین وانصار کو ملی تو وہاں پہنچ کر اپنے بیٹوں کو جھڑکنے لگے کہ ان کی موجودگی میں حضرت عثمانؓ کو کیوں کر شہید کیا گیا؟ تو انہوں نے واقعہ سنایا، جو ہم سطور بالا میں بیان کر چکے ہیں۔

اس کے علاوہ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی روکا جو اپنے بیٹوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے سینوں پر مکے مار رہے تھے اور ان سے شہادتِ عثمانؓ کے سلسلے میں باز پُرس کر رہے تھے۔

(تاریخ المسعودی، ج: ۲، ص: ۲۸۴)

حضرت علیؓ المرتضیٰ اور امام حسنؓ کی جنازہ میں شرکت

روایت کی جاتی ہے کہ بلوائیوں میں سے چند لوگوں نے دفن کرنے

اور نماز جنازہ پڑھنے سے بھی تعرض کیا تھا۔ لیکن حضرت علیؓ بن ابی طالب نے جھڑکا اور سختی سے روکا۔

بعض کا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شریک جنازہ تھے۔ اور بغیر غسل کے انہیں کپڑوں میں دفن کیا جو پہنے ہوئے تھے۔[1]

(تاریخ طبری، ج: ۳، حصہ: اول، ص: ۳۶۴) (تاریخ ابن خلدون، جلد اول، ص: ۳۶۴)

(۲) امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اٹھارویں ذی الحجہ ۳۵ھ جمعہ کے روز ہوئی۔

حکیم بن حزامؓ اور جبیر بن معطمؓ، حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس گئے۔ آپ نے دفن کرنے کی اجازت دی۔ شب کے وقت مابین مغرب وعشاء جنازہ لے کر نکلے۔ جنازے کے ساتھ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ، مروان بن الحکم تھے۔ جنت البقیع "حش کوکب" میں دفن کیا۔

جبیر بن معطمؓ نے نماز پڑھائی۔ لیکن بعض مؤرخوں کا خیال ہے کہ مروان نے اور بعض کہتے ہیں کہ حکیم بن حزامؓ نے پڑھائی۔

(تاریخ طبری، ج: ۳، حصہ اول، ص: ۳۶۴) (ابن خلدون، ج: ۳، ص: ۳۶۴)

---

[1] شہید کو بغیر غسل دیئے جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ شہید تھے اس لیے غسل نہیں دیا گیا۔

قاتلانِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عبرت ناک انجام

قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو کر مرے

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

بعض اسلاف نے اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سب کے سب قتل ہو کر مرے اور بعض نے کہا ہے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ میں سے جو بھی مرا مجنون اور دیوانہ ہو کر مرا۔[1]

(۲) علامہ ابن جریر طبری اپنی سند سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:

اللہ کی قسم! جہاں تک میں جانتا ہوں یا میں نے کسی سے سنا ہے، وہ یہ ہے کہ جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی یا ان پر چڑھائی کی، وہ ضرور قتل ہو کر مرا۔(تاریخ طبری، ج: ۳، ص: ۴۳۱)

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

مخالفوں کا انجام

سیف مستنبر کے بھائی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

اللہ کی قسم! جہاں تک مجھے علم ہے یا میں نے سنا ہے، ہر وہ شخص جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ کی یا ان کے پاس سوار ہو کر پہنچا،

---

[1] البدایۃ والنہایۃ، ج: ۷، ص: ۱۷۹، عربی

مارا گیا ہے۔ ان میں اشتر، زید بن صوحان، کعب بن ذی الحبکہ ابو زینب، ابو مواع، کمیل بن زیاد بعد میں قتل ہو کر مرے۔ عمیر بن ضابی، اور کمیل بن زیاد نے کہا تھا: ”ہم انہیں قتل کر دیں گے۔“
عمیر بن ضابی اور کمیل بن زیاد کی حجاج بن یوسف نے اپنے دورِ گورنری میں کوفہ میں گردن اڑائی۔ (تاریخ طبری، ج: ۳، ص: ۴۶۰)

عبداللہ بن سباء کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا

شیعہ رجال کی مشہور کتاب بمعرفۃ اخبار الرجال المعروف بہ ”رجال کشی“ میں مصنف کتاب علامہ کشی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو عبداللہ (حضرت جعفر صادق) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ:
جب عبداللہ بن سباء نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ”رب“ ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ نے اس سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا۔
اس نے توبہ سے انکار کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے آگ میں جلا دیا۔ (رجال کشی، ص: ۷۰)

مالک بن الحارث الاشتر نخعی

(۱) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خلاف دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحریک کا ایک اہم کردار اشتر نخعی ہے۔ جس نے کوفہ کے گورنر ولید رضی اللہ عنہ بن

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

عقبہ کے خلاف سازش کر کے اُن کو معطل کرایا۔

(۲) پھر کوفہ کے گورنر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے خلاف پروپیگنڈا کر کے سازش کی۔

(۳) پھر جرعہ کے مقام پر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ گورنر کوفہ کو مدینہ واپس کرنے والوں میں پیش پیش تھا۔ اور اُن کے غلام کی گردن اسی اشتر نخعی نے اڑادی تھی۔

(۴) جب کوفہ سے چار گروہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خلاف مہم سر کرنے مدینہ چلے تو ایک گروہ کا سردار مالک بن الحارث الاشتر نخعی تھا۔

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنّت

(۵) جب باغی مدینہ منورہ سے مطمئن ہو کر اور راضی ہو کر واپس چلے گئے تو اشتر نخعی اور حکیم بن جبلہ واپس نہیں گئے تھے۔ یہ مدینہ میں رہ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام سے گورنر کے نام جعلی خط کی سازش اسی نے تیار کی۔

(۶) حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مصر جا رہا تھا کہ راستہ میں قلزم (سویز) پہنچا تو خانسار نے اس کا استقبال کیا، جو ٹیکس آفیسر تھا۔ اس نے اُس کے سامنے کھانا پیش کیا اور اُسے شہد کا مشروب پلایا، جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ (البدایۃ والنہایۃ، ج: ۷، ص: ۳۱۳)

کنانہ بن بشیر

کنانہ بن بشر بن عتاب، ابن سباء کی مصری پارٹی کا خاص رکن تھا۔ مدینہ پر چڑھائی کے وقت مصری خارجیوں اور باغیوں کے ایک الگ گروہ کا سردار تھا۔ قصرِ خلافت کے دروازہ کو آگ لگانے والوں میں یہ پیش پیش تھا۔ پھر وہ تلوار لے کر آپ پر حملہ آور ہوا اور قتل کر دیا۔

(۲) اسی بدبخت نے تلوار سے حضرت امیر المؤمنین شہید کا پیٹ پھاڑنے کی کوشش کی تھی کہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ سے تلوار کو پکڑ لیا اور اُن کی انگلیاں کٹ گئیں۔

(۳) ایک روایت کے مطابق اسی نے امام مظلوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی مقدس جبیں پر اور مقدس سر پر لوہے کی لاٹ ماری، جس سے آپ گر پڑے۔ جواباً حضرت عثمانؓ کے ایک حبشی غلام نے کنانہ بن بشر بن عتاب پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔

(طبقات ابن سعد ج۳، طبری، ج: ۳، ص: ۴۲۲، البدایۃ والنہایۃ، ج: ۷، ص: ۲۱۶)

مودودی صاحب کے اعتراضات کی حقیقت

مودودی صاحب حضرت عثمانؓ کی اتباع کے بجائے ان پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جب حضرت عثمانؓ جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے

ہٹتے چلے گئے۔ انہوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کیے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں، جو عام طور لوگوں میں ہدفِ اعتراض بن کر رہیں۔

(۱) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو معزول کر کے انہوں نے کوفے کی گورنری پر اپنے ماں جائے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مقرر فرمایا۔

(۲) اور اس کے بعد یہ منصب اپنے ایک عزیز سعید بن عاصؓ کو دیا۔

(۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری کو بصرے کی گورنری سے معزولی کر کے اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر کو ان کی جگہ مقرر کیا۔

(۴) حضرت عمرو بن عاصؓ کو مصر کی گورنری سے ہٹا کر اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر کیا۔

(۵) حضرت معاویہؓ، سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانے میں صرف دمشق کی ولایت پر تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی گورنری میں دمشق، حمص، فلسطین، اردن اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کر دیا۔

(۶) پھر اپنے چچازاد بھائی مروان بن الحکم کو انہوں نے سیکرٹری بنا لیا۔ جس کی وجہ سے سلطنت کے پورے در و بست پر اس کا اثر و نفوذ قائم ہو گیا۔ اس طرح عملاً ایک ہی خاندان کے ہاتھ میں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سارے اختیارات جمع ہو گئے۔(خلافت و ملوکیت ص ۱۰۷)

مودودی صاحب نے پوری تاریخ کی چھان بین کے بعد چھ اعتراضات تحریر کیے ہیں۔

یہ وہ الزامات ہیں جو حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی زندگی میں ابھی وجود میں نہیں آئے تھے۔ بلکہ وہ سبائی جن کا وجود ہی اس لیے عمل میں آیا تھا کہ جھوٹے الزامات وضع کر کے امیر المومنین حضرت عثمان پر لگایا کریں ان کی زبان سے بھی یہ الزامات نہیں سنے گئے۔

ان الزامات کو وجود ملا ہے مامون عباسی شیعہ معتزلی کے زمانے میں ان کے قاضی محمد بن عمر واقدی کی زبان سے چناں چہ ان الزامات کا تذکرہ واقدی کی روایتوں میں آپ کو ملے گا۔

امیر المومنین حضرت عثمانؓ پر ان کی زندگی میں الزام لگانے والے صرف سبائی تھے۔ سبائیوں نے ساڑے گیارہ سالہ بھرپور تگ و دو کے بعد جن الزامات پر مشتمل ایک طویل فہرست تیار کی۔ اس کے بارے میں مودودی صاحب فرماتے ہیں:

”جنھوں نے حضرت عثمان کے خلاف الزامات کی ایک طویل فہرست مرتب کی جو زیادہ تر بالکل بے بنیاد یا ایسے کمزور الزامات پر مشتمل تھی جن کے معقول جوابات دیے جاسکتے تھے اور بعد میں دیے بھی گئے“ (خلافت و ملوکیت ص ۱۱۷)

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

(۲) مودودی صاحب نے سبائی فتنے کے بارے میں لکھا ہے:

اس تحریک کے علم بردار مصر، کوفہ اور بصرے سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے باہم خط و کتابت کر کے خفیہ طریقے سے یہ طے کیا کہ اچانک مدینہ پہنچ کر حضرت عثمانؓ پر دباؤ ڈالیں..... پھر باہمی قرارداد کے مطابق یہ لوگ جن کی تعداد دو ہزار سے زائد نہ تھی، مصر، کوفہ اور بصرہ سے بیک وقت مدینہ پہنچے یہ کسی علاقے کے نمائندہ نہ تھے۔ بلکہ سازباز سے انہوں نے اپنی ایک پارٹی بنائی تھی"۔ (خلافت و ملوکیت ص ۱۱۷)

گویا مودودی صاحب کو یہ اعتراف ہے کہ ان سازشیوں کا اُمت میں کوئی حامی موجود نہیں تھا۔ یہ سازشی تو مذکورہ بالا فہرست لے کر رجب ۳۵ھ میں پہلی بار جب مدینہ آئے تو اس کا جواب حضرت علیؓ المرتضٰی نے دے دیا۔

حضرت علیؓ نے سبائیوں کا جواب دیا

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

انه ناظرهم في عثمان

حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی حمایت میں ان مصری سبائیوں سے مباحثہ بھی فرمایا۔

اُن سے دریافت کیا کہ انہیں حضرت عثمانؓ پر کیا اعتراض ہیں؟

انہوں نے کہا: .... اور آپ (عثمانؓ) نے نوجوان (امویوں) کو حاکم مقرر کیا ہے۔

و انہ اعطی بنی امیہ اکثر الناس

اور آپ نے بنو امیہ کو لوگوں سے زیادہ عطا کیا ہے۔

فاجاب عَلِیؓ

پس حضرت علیؓ نے ایک ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

رہا آپ کا نوجوانوں کو حاکم بنانا،

فلم یول الا رجلا سویا عدلا

سو آپ نے مرد کامل، عادل کے سوا کسی کو حاکم نہیں بنایا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے عتابؓ بن اُسید [1] (اموی) کو مکہ کا حاکم بنایا تھا، حالاں کہ ان کی عمر بیس سال کی تھی۔

رہا ان کا اپنی قوم بنی اُمیہ کو ترجیح دینا،

فقد کان رسول اللہ ﷺ یؤثر قریشا علی الناس

سو حضور ﷺ بھی قریش کو لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ [2]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

---

[1] عتاب بن اُسید (اموی) طلقاء میں سے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ حضور ﷺ نے انہیں مکہ کا گورنر بنا دیا۔ حضور ﷺ کے بعد صدیق اکبرؓ نے بھی اور فاروق اعظمؓ نے بھی حضرت عتاب بن اُسید کی وفات تک مکہ کا گورنر رکھا۔

[2] البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۷۱

حضرت علی المرتضیٰ کی طرف سے جواب

مودودی صاحب فرماتے ہیں:

"جب یہ مدینہ کے باہر پہنچے تو حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو انہوں نے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی مگر تینوں بزرگوں نے ان کو جھڑک دیا اور حضرت علیؓ نے ان کے ایک ایک الزام کا جواب دے کر حضرت عثمانؓ کی پوزیشن صاف کی۔"[1]

معلوم ہوا کہ صحابہ یا تابعین کو حضرت عثمانؓ سے کوئی اختلاف یا اعتراض ہوا ہی نہیں! امیر المومنین حضرت عثمانؓ کا معمول یہ تھا کہ اہم امور میں صحابہؓ سے مشاورت فرماتے تھے۔ رجب ۳۵ھ کی آمد پر حضرت علیؓ المرتضیٰ اور صحابہؓ نے ان کو مطمئن کرکے واپس کر دیا تھا۔

دو ماہ بعد شوال ۳۵ھ میں دوبارہ آمد پر امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کے خلاف ان کی زبان پر کوئی شکایت نہیں، کوئی الزام، کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیوں کہ جو الزامات انہوں نے جوڑ توڑ کر کے ترتیب دیے تھے، وہ تو حضرت علیؓ ہی نے صاف کر دیے تھے۔ مزید وہ الزام کہاں سے لاتے؟۔ لہٰذا اس خروج میں انہوں نے بڑا ہی معصومانہ انداز اپنایا ہے۔ وہ کہنے لگے: ہم حج کے ارادے سے سفر کر رہے ہیں۔ مدینہ کا راستہ اس لیے اختیار کیا کہ ہم ایک عامل کی تبدیلی چاہتے ہیں۔

---

[1] ابو الاعلیٰ مودودی، خلافت و ملوکیت ص ۱۱۷

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

الزام لگانے والے پورے عالم اسلام میں صرف یہی سبائی لوگ تھے۔ لیکن ان لوگوں نے یہ الزام نہیں لگائے، جن کا مودودی صاحب ذکر کر رہے ہیں۔

کیونکہ زمینی حقائق میں ان الزامات کی کہیں گنجائش نہیں تھی۔ اس لیے انہوں نے ایسے الزامات تجویز کیے جو چل سکتے تھے لیکن وہ بھی جھوٹ ثابت ہوئے۔

لیکن واقدی صاحب مؤرخ کا زمانہ دو صدی بعد کا ہے۔ اس وقت زمینی حقائق کس کو یاد تھے۔ موقع کا کوئی عینی شاہد زندہ نہ تھا۔ اس لیے مؤرخ ابو مخنف اور واقدی نے اپنے حسب منشا کہانیاں اختراع کر کے اپنی کتابوں میں درج کر دیں۔ لیکن زمینی حقائق ابو مخنف، واقدی اور مودودی کے حقائق کو مسترد کرتے ہیں۔

مودودی الزام

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

”پے درپے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کیے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایا کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کے رہیں۔

الجواب: زمینی حقائق یہ ہیں کہ جب حضرت عثمان خلیفہ بنے حضرت کے قبیلہ بنوامیہ کے تین فرد اقتدار میں تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ (۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ (۳) حضرت سعید بن عاصؓ

ان میں سے دو حضرت امیر معاویہؓ اور ولیدؓ بن عقبہ، حضور ﷺ کے مقرر کیے ہوئے تھے۔ صدیقؓ اور فاروقؓ دور میں بھی یہ ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔

تیسرے سعید بن عاصؓ کو فاروق اعظمؓ نے دمشق سے بڑے اہتمام سے بلایا۔ بڑا اکرام کیا اور جنگ کے ایک محاذ پر سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ وہاں سے حضرت عثمانؓ نے ان کا کوفے تبادلہ کر دیا اور یہ تبادلہ اہل کوفہ کی ٹھیک مرضی کے مطابق تھا۔ اور کوفہ والوں کا وفد مدینہ سے خود ان کو ساتھ لے کر کوفہ گیا۔

انہیں لوگوں نے جب چار سال بعد کہا کہ سعیدؓ نہیں چاہیے بلکہ ابو موسیٰ اشعریؓ چاہیے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ”ہم نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو تمہارا امیر بنا دیا“۔

مودودی صاحب کو یہ تو یاد ہے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ کو معزول کر کے اپنے ماموں زاد بھائی کو بصرے کا امیر بنا دیا لیکن یہ ان کی نگاہ میں نہیں کہ اپنے بھتیجے سعیدؓ بن عاص کو معزول کر کے ابو موسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا امیر بنا دیا۔

عاملین کے عزل و نصب کا معاملہ فاروق اعظمؓ کے دور میں امیر المومنین کی صوابدید پر ہوتا تھا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان کے دور میں مقامی لوگوں کی صوابدید پر ہوتا تھا۔ یعنی جس کو چاہیں گے اس کو امیر بنا دیا جائے گا۔ چناں چہ فاروق اعظمؓ نے اپنی صوابدید پر جب

(۱) خالدؓ بن ولید کو معزول کیا۔

(۲) مثنیٰ بن حارثہؓ کو معزول کیا۔

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو معزول۔

ابو موسیٰ اشعریؓ کو کوفہ سے معزول کیا۔

کیوں معزول کیا؟ امیر المومنین کی صوابدید ہے۔ کیوں کہ وہ خلیفہ الرسول ہیں۔ تو کیا ان کی صوابدید پر بھی اعتماد نہ کیا جائے؟ یہی وجہ ہے کہ فاروق اعظمؓ کی صوابدید پر کسی کو اعتراض نہیں۔ عزل نصب میں حضرت عثمانؓ کا امتیاز یہ تھا کہ وہ امیر مقرر کرتے وقت اس بات کا پورا خیال رکھتے تھے کہ وہ لوگ کسے چاہتے ہیں۔

اگر کسی جگہ کے لوگ یہ مطالبہ کریں کہ ہمیں فلاں امیر منظور نہیں تو اس کو وہاں سے ہٹا لیتے۔ جس کو وہ چاہتے اس کو امیر مقرر کر دیتے۔

(۲) چناں چہ حضرت عبداللہ بن ابی سرح افریقہ کو فتح کرنے کے بعد وہاں کے امیر تھے اور یہ بہت بڑا عہدہ تھا۔ لیکن جب اتنی بڑی بڑی فتوحات کے انعام میں حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے وعدہ کے مطابق مال

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

غنیمت کے خمس کا خمس (پانچواں حصہ) اپنے لیے وصول کیا تو لوگوں کو اس پر اعتراض ہوا اور ان کا وفد امیر المومنین کے پاس پہنچا۔ امیر المومنین نے کہا: یہ خمس کا پانچواں حصہ افریقہ کے فتح کے انعام میں اسے میں نے دیا تھا لیکن اگر آپ لوگ راضی نہیں تو واپس لے کر آپ میں تقسیم کر دیا جائے گا، لوگ خوش ہو گئے۔ پھر کہا ہمارا امیر بھی کوئی اور مقرر کر دیں؟۔ امیر المومنین نے کہا ٹھیک ہے۔

لہٰذا عبداللہ بن سرحؓ کو خط لکھا کہ خمس کا پانچواں حصہ انعام والا چوں کہ یہ لوگ خوش نہیں اس لیے وہ مستحقین میں تقسیم کر دیں اور کوئی ایسا شخص جو آپ کو بھی پسند ہو اور لوگوں کو بھی پسند ہو، اسے چارج دے کر تم مصر واپس آ جاؤ۔ عبداللہ بن سرحؓ مصر میں فاروق اعظمؓ کی طرف سے پہلے الصعید پر عامل تھے۔ لہٰذا اسی عہدے پر واپس لوٹ آئے۔

(۳) حضرت عمروؓ بن عاص کا قصہ

مصر میں حضرت فاروق اعظمؓ کی طرف سے حضرت عمروؓ بن عاص فاتح مصر (گورنر) امیر تھے۔

عبداللہ بن سبا نے اپنے کارندوں سے کہا کہ عمروؓ بن عاص کے ہوتے ہوئے ہماری دال نہیں گلے گی یعنی سازش نہیں چلے گی۔ عرب کی اس مضبوط چٹان کو توڑنا ضروری ہے۔ لہٰذا ایسی تدبیر کی جائے کہ عبداللہ بن سرح کو امیر بنوایا جائے اور عمرو بن عاصؓ سے گلو خلاصی کرائی جائے۔

اہل مصر کی خواہش پر حضرت عثمانؓ نے یہ تقرر کر دیا۔

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص کوفے کے امیر تھے

فاروقی دورِ خلافت میں اشرار کوفہ ایک طویل شکایت نامہ لے کر فاروق اعظمؓ کے دربار میں پہنچ گئے اس وقت حضرت سعد کسریٰ کے خلاف جنگ قادسیہ میں کمان کر رہے تھے، فاروق اعظمؓ نے ان کی شریرانہ حرکت پر تنبیہ بھی فرمائی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ تمہاری درخواست قبول کی جاتی ہے۔

انکوائری کے لیے حضرت سعدؓ کو بلایا۔ انکوائری میں تمام الزامات جھوٹ ثابت ہوئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

امیر المومنین نے فرمایا: میرا پہلے سے آپ کے بارے میں یہی گمان تھا۔ انکوائری اس لیے کی تاکہ شریران کوفہ یہ نہ سمجھیں کہ ہماری درخواست کو قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا۔

اس کے باوجود فاروق اعظمؓ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو اہل کوفہ کے شر سے بچانے کے لیے کوفہ کی امارت سے معزول فرمایا اور ان کی جگہ عمارؓ بن یاسر کو امیر مقرر فرمایا۔ پھر یہ وصیت فرمائی کہ میرا جانشین حضرت سعدؓ کو عامل بنائے کیوں کہ میں نے کسی ناراضگی کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔

(۵) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی بصرے والوں کی طرف سے معزولی کا مطالبہ ہوا جس میں ان کی شان عالی میں بصرے والوں نے نہایت گھٹیا پن کا مظاہرہ کیا اور یہاں تک بکواس کی گئی کہ کسی دودھ پیتے قریشی بچے کو دودھ چھڑوا کر ہمارا امیر بنا دو وہی ان کا نعم البدل ثابت ہو گا۔

کیا اس کے بعد بھی امیر المومنین حضرت موسیٰ اشعریؓ کو بصرے کا امیر باقی رکھتے؟ یہ بھی کسی ناراضگی کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا۔ پھر اپنے بھتیجے سعید بن عاصؓ کو کوفہ کے لوگوں کی خواہش پر معزول کر کے اہل کوفہ کی خواہش پر ابو موسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا امیر بنا دیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پے در پے بڑے بڑے عہدے عطا کیے جانے میں مودودی صاحب نے انہیں مذکورہ چار افراد کا ذکر کیا ہے۔ جس کی حقیقت حال یہ ہے جو عرض کر دی گئی ہے۔ مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ اپنے قبیلہ اور رشتہ داروں کو پے در پے بڑے بڑے عہدے عطا کیے۔ وہ رشتہ دار کون ہیں؟

وہ صرف حضرت علیؓ المرتضیٰ کی سگی پھوپھی کے نواسے جو حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامرؓ صحابی رسول ہیں۔ اس ایک کے سوا تاریخ کسی دوسرے کا نام نہیں بتاتی جو امیر المومنین کا رشتہ دار ہو۔ اور امیر المومنین نے اسے عہدہ دیا ہو۔

مودودی صاحب واقدی کے چکر میں آگئے

طبقات ابن سعد میں واقدی کذاب کی روایت ہے:

قال اخبرنا بن عمر قال حدثنی محمد بن عبداللہؒ عن الزھری قال لما ولی عثمان اثنتی عشر سنة امیر یعمل ست سنین لا یتقم الناس علیه شیاء و انه لا حب الی قریش بن عمر بن الخطاب لان عمر کان شدیدا علیهم فلما ولی عثمان لان لهم و وصلهم ثم توانی فی امرهم واستعمل اقربائه واهل بیته فی الست الاواخر و کتب لمروان بخمس مصر واعطی اقرباء المال وتاول فی ذلک الصلة التی امر اللہ بها و اتخذ الاموال واستسف من بیت المال وقال ان ابابکر و عمر ترکا من ذلک ماهو لهمه وانی اخذته فسمته فی اقربائی فانکر الناس علیه ذلک[1]

ترجمہ: واقدی زہری کے حوالے سے روایت کرتے کہ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو وہ بارہ سال حکمران رہے۔ پہلے چھ سال ان کا عمل ایسا رہا کہ لوگوں کا ان پر کوئی اعتراض نہ تھا اور وہ قریش کو عمرؓ بن خطاب کی نسبت زیادہ محبوب تھے اس لیے کہ حضرت عمرؓ بہت سخت تھے۔

[1] طبقات بن سعد ج ۳ ص ۴۷۔ دار المکتب العلمیہ بیروت)

حافظ عبدالوحید الحنفی

جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو وہ ان کے لیے بہت نرم تھے۔ اور ان سے صلہ رحمی کرتے تھے پھر ان کے معاملے میں لاپرواہی ہونے لگی۔ اور آخری چھ سالوں میں اپنے رشتہ داروں اور افراد خانہ کو عہدے دیے اور مردان کو مصر کا خمس دیا اور اپنے رشتہ داروں کو مال دیا اور اس بارے میں تاویل یہ کی کہ یہ وہ صلہ رحمی ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور مال بنائے اور بیت المال سے قرضے لیے اور کہا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ اپنا وہ حق جو بیت المال میں تھا چھوڑ دیتے تھے اور میں وہ حق وصول کر کے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیتا ہوں اس بات کو لوگوں نے ان کا فعل بد قرار دیا۔

(طبقات ابن سعد)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اسی روایت سے مودودی صاحب اور دوسرے مؤرخین چکر میں آ گئے اور وہ اس کو صحیح سمجھ بیٹھے۔

حالاں کہ واقدی کی یہ روایت سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے۔ کیوں کہ خلافت ذوالنورینؓ کے آخری چھ سالوں میں کسی طرح کی کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی، صرف خلافت کے آخری چھ سات ماہ کے دوران سوائے سبائی اوباشوں کے عالم اسلام کا ایک فرد بھی شکایت کرنے والا نہیں تھا۔

مودودی صاحب نے واقدی ہی کی روایت کے الفاظ تبدیل کر کے مزید جھوٹ ملائے۔ مثلاً

واقدی نے لکھا:

انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو عہدے دیے۔

مودودی صاحب لکھ دیا:

انہوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کیے۔

مودودی صاحب نے اس میں دو لاحقے لگا کر اس کو بنا دیا:

پے در پے اور بڑے بڑے عہدے عطا کئے۔

حقیقت: یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے اپنے بارہ سالہ دور خلافت میں اپنے کسی رشتہ دار کو سوائے عبداللہ بن عامر کے کوئی چھوٹا بڑا عہدہ دیا ہی نہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عاملین حضرت عثمانؓ بن عفان

#	جگہ	نام	#	جگہ	نام
۱	مکہ	عبداللہ بن حضرلی	۷	صغاء	یعلیٰ بن امیہ
۲	جند	عبداللہ بن ابی ربیعہ	۸	اصفہان	سائب بن اقرع
۳	مصر	عبداللہ بن ابی سرح	۹	امورِ حرب	قعقاع بن عمرو
۴	تنسرین	جویر بن عبداللہ	۱۰	طائف	قاسم بن ربیعہ شقفی
۵	سمندر	عبداللہ بن قیس فرازی	۱۱	بصرہ	عبداللہ بن عامر
۶	ماہ	مالک بن حبیب	۱۲	کوفہ	ابو موسیٰ اشعری

۱۳	شام	معاویہ بن ابی سفیان	۲۰	ھمدان	نیر
۱۴	اردن	ابوالاعور بن سفیان سلمہ	۲۱	ری	سعید بن قیس
۱۵	حمص	عبدالرحمن بن خالد	۲۲	بیت المال	عقبہ بن عامر
۱۶	فلسطین	علقمہ بن حکیم کنعانی	۲۳	حلوان	عتیبہ بن نہاس
۱۷	سواد عراق	جابر بن عمر مزنی	۲۴	صاسبدان	حنیس
۱۸	سواد عراق	بسماک انصاری	۲۵	محکمہ قضاء	ابودرداء
۱۹	آذر بائیجان	اشعث بن قیس	۲۶	محکمہ قضاء	زید بن ثابت

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی شہادت کے وقت عاملین کی کل تعداد ۲۶ ہے۔ (ابن جریر طبری ج ۲ ص ۶۹۳)

ان چھبیس عاملین میں امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار صرف تین ہیں۔ (۱) عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح (۲) عبداللہؓ بن عامر (۳) حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ۔

ان ۲۶ عاملین میں صرف دو عامل بنو امیہ خاندان سے ہیں۔ اور ان دو میں سے حضرت امیر معاویہؓ کو حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے مقرر نہیں کیا بلکہ وہ نبی ﷺ کے زمانے سے مسلسل چلے آرہے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن ابی سرح امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے رضاعی بھائی ہیں۔ دونوں نے کسی ایک خاتون کا دودھ پیا ہے۔ خاندانی رشتہ نہیں ہے۔

(۲) عبد اللہ بن عامر ماموں زاد بھائی ہیں۔

(۳) حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ چچازاد بھائی ہیں۔ ان دونوں سے ایسے ہی قریبی رشتہ حضرت علیؓ کا بھی ہے۔

خلفائے ثلاثہؓ کا معمول یہ رہا ہے کہ جن عاملین کو نبی ﷺ نے مقرر فرمایا انہیں ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ نے کسی ایک کو بھی برطرف نہیں کیا۔ سوا اس کے کہ کسی درخواست پر کسی کی برطرفی یا تبادلہ عمل میں آیا ہو۔

حضور ﷺ کے مبارک دور میں بنی امیہ میں سے آپ ﷺ کے حسبِ ذیل عامل ہیں:

(۱) عثمانؓ بن عفانؓ (۲) معاویہ بن سفیانؓ

(۳) یزید بن ابی سفیانؓ (۴) ابو سفیانؓ بن حرب

(۵) عتابؓ بن اُسید (۶) ولیدؓ بن عقبہ

(۷) خالدؓ بن سعید بن العاص (۸) عمروؓ بن سعید بن عاص

(۹) ابانؓ بن سعید بن عاص (۱۰) سعیدؓ بن سعید بن العاص

اتنے عامل آپ ﷺ نے کسی اور خاندان سے نہیں لیے۔

مذکورہ دس عاملین میں سے حضرت سعیدؓ بن سعید بن العاص طائف میں شہید ہو گئے۔ باقی نو عامل حضرت ابو بکرؓ صدیق خلیفہ اول کو ملے۔ خلیفہ اول نے ان نو میں سے کسی کو برطرف نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اعتراض کیا۔

۱۳ ہجری جنگ اجنادین میں (۱) خالدؓ بن سعید (۲) عمروؓ بن سعید (۳) ابانؓ بن سعید بن العاص کے بیٹے تینوں بھائی شہید ہو گئے۔ اور حضرت عتابؓ بن اُسید وفات پا گئے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان اکابر کی شوریٰ میں شامل ہو گئے۔ لہٰذا اموی عاملین سے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ فاروق کو چار عامل ملے۔

(۱) ولیدؓ بن عقبہ　　(۲) ابو سفیانؓ بن حرب

(۳) یزیدؓ بن ابو سفیان　　(۴) معاویہؓ بن ابی سفیان

اور پانچویں کا انہوں نے خود اضافہ کیا، یعنی بنو اُمیہ کے مایہ ناز سپوت حضرت سعیدؓ بن عاص۔

سعیدؓ کے والد العاص بن سعید بن العاص بدر میں قریش کے لشکر میں تھے اور مارے گئے تھے۔

اس وقت ان کے بیٹے سعید کی عمر چند ماہ تھی۔ اپنے چچا ابان کی گود میں پلے۔ ابان نے حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔ غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ سعیدؓ کی عمر اس وقت پانچ سال تھی۔

نبی ﷺ کی وفات کے وقت اُن کی عمر نو سال تھی۔ قریش کے یہ مایہ ناز سپوت رومیوں کے خلاف جنگ میں مصروف تھے۔ حضرت فاروقؓ نے شام سے بلایا اور پوچھا: شادی کی ہے؟ سعیدؓ نے کہا: نہیں۔

حضرت عمرؓ فاروق نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کرائیں اور پھر طبرستان میں امیر جہاد بنا کر بھیجا۔

حضرت ابو سفیانؓ بن حرب اپنے سارے کنبے کو لے کر رومیوں کے خلاف میدان جنگ میں اترے ہوئے تھے۔ ۳۱ھ میں حضرت ابو سفیانؓ وفات پا گئے۔

(۲) یزیدؓ بن ابی سفیانؓ بھی ۱۷ھ میں وفات پا گئے۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ ذوالنورین خلیفہ سوم کو خلافت فاروقی سے بنو امیہ کے چار عامل ملے۔ یعنی:

(۱) معاویہؓ بن ابی سفیان (۲) سعیدؓ بن العاص

(۳) ولیدؓ بن عقبہ (۴) ابو سفیانؓ بن حرب

۳۱ھ میں ابو سفیانؓ بن حرب وفات پا گئے۔ ان میں سے ولیدؓ بن عقبہ ۳۴ھ میں اشرار کوفہ کی شرارت کے باعث معزول کیے گئے۔

لہٰذا اوپر سے وراثت میں آنے والے اموی عاملین سے حضرت عثمانؓ کے پاس صرف ایک عامل حضرت امیر معاویہؓ باقی رہے۔

اور ایک عامل شریران بصرہ کی بد تمیزی پر جب ابو موسیٰ اشعریؓ کو بصرے سے معزول کیا گیا تو امیر المؤمنین نے اپنی صوابدید سے خاندان بنی امیہ کے حضرت عبد اللہ بن عامرؓ کو امیر بصرہ بنا دیا۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے فتوحات کے نئے ریکارڈ بنائے۔

عبداللہ بن عامرؓ ۳۲ھ میں طخارستان کی فتح کے بعد عمرہ پر گئے اور واپسی میں مدینہ شریف ٹھہر گئے۔ تاخیر کی وجہ سے بصرہ والوں کو اندیشہ ہوا کہ امیر المؤمنین کہیں عبداللہ بن عامرؓ کو برطرف نہ کر دیں۔ چنانچہ سبائی جب رجب ۳۵ھ میں پہلی بار مدینہ آئے تو انہوں نے باصرار یہ مطالبہ کیا کہ عبداللہ بن عامر کو بصرے واپس بھیجا جائے، انہیں معزول نہ کیا جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے اپنے بارہ سالہ دورِ خلافت میں خاندان بنی امیہ سے سوائے ایک فرد عبداللہ بن عامر کے کوئی عامل نہیں لیا۔ اور یہ ایسے گورنر ہیں کہ سبائی بھی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر پر انہیں کوئی اعتراض نہیں۔ اور عبداللہ بن عامر کے سوا بنو امیہ کے کسی اور فرد کو حضرت عثمانؓ بن عفان نے کبھی کوئی عہدہ دیا ہی نہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کیا مروان بن الحکم کو سیکرٹری بنایا؟

سیکرٹری کی اہم پوزیشن کا الزام بھی سراسر غلط ہے۔

عہد نبوتؐ کی طرح پوری خلافت راشدہؓ میں سیکرٹری کا کوئی باضابطہ منصب نہ تھا۔ نہ ہی حضرت عثمانؓ نے اس "اہم پوزیشن" پر حضرت مروان بن الحکم کو مامور کیا۔ اگر واقعی یہ کوئی منصب تھا تو ہمیں حضرت

ابو بکرؓ و عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سیکرٹری صاحبان کی نشاندہی کرائی جائے۔ جس طرح ان حضرات کے فرامین و مکاتیب ان کے اقرباء و معتمدین لکھ دیا کرتے تھے، اسی طرح حضرت عثمانؓ کے مکتوبات حضرت مروان لکھ دیا کرتے تھے۔ ورنہ نہ کوئی باضابطہ منصب تھا، نہ اس کا مشاہرہ تھا، نہ عزل و نصب۔

مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ:

ان صاحب نے حضرت عثمانؓ کے اعتماد سے فائدہ اُٹھا کر بہت سے کام ایسے کئے،.........

جواب: بہت سے نہیں، کوئی ایک کام ایسا بتا دیا جائے جو مروان نے حضرت عثمانؓ کی اجازت کے بغیر کیا ہو؟

خط کا جھوٹا افسانہ

مروان کی طرف سے خط کا جو افسانہ مشہور ہے، اس کے جواب میں خود حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اس افسانہ کی حقیقت کھول کر رکھ دی ہے۔

جب آپ نے فرمایا:

اے اہل کوفہ اور اے اہل بصرہ! اہل مصر کو جو واقعہ پیش آیا، اس کا علم تمہیں کیسے ہو گیا؟ جب کہ تم کئی منزلیں سفر کر چکے تھے۔ پھر تم اکٹھے ہو کر کیسے آ گئے؟

وَاللّٰهِ اَمْرٌ اَبْرَمَ بِالْمَدِيْنَةِ (طبری ج۳ص۳۸۷)

خدا کی قسم! یہ سازش مدینہ میں کی گئی۔

یہ خط مروان نے نہیں لکھا تھا بلکہ یہ ساری سازش وشرارت سبائیوں کی تھی اور اس سازش و شرارت کا جواب حضرت علیؓ المرتضیٰ اور دوسرے صحابہؓ نے فرمایا:

اِنَّ مَاهٰذَا اَمْرٌ اِتَّفَقْتُمْ عَلَيْهِ (البدایہ والنہایہ ج۷ص۱۷۴)

یہ تو صاف تمہاری سازش ہے۔

حکم بن ابی العاصؓ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

الحکم بن ابی العاصؓ بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے سگے چچا تھے اور آپ کا شجرہ نسب چوتھی پشت عبد مناف میں آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے۔

گویا کہ نسبی لحاظ سے بھی حضور ﷺ کی خاندانی برادری سے تھے اور مروان کے والد تھے۔

الحکم کا قبول اسلام

امام ذہبی تاریخ الاسلام میں فرماتے ہیں:

(۱) اسلم یوم الفتح

حکم بن ابی العاصؓ نے فتح کے دن اسلام قبول کیا۔(تاریخ اسلام ذہبی خلفا ص۳۶۶)

(۲) امام ذہبی لکھتے ہیں:

قدرويت احاديث منكره فى لعنة لا يجوز الاحتجاج بها

ترجمہ: حکم بن ابی العاصؓ پر لعنت کے بارے میں بہت سی منکر احادیث روایت کی گئی ہیں، جن کو دلیل بنایا جانا جائز نہیں ہے۔

(تاریخ اسلام ذہبی خلفا۳۶۶)

(۳) اسنادہ فیہ من یجھل (ایضاً ج۲۔ص۳۶۷)

اس کی سند میں مجہول راوی ہیں، یعنی روایت صحیح نہیں۔

مجہول راوی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جسے کوئی نہیں جانتا، یعنی نہ جانے کون ہے؟

(۴) وقال ابن سكن يقال ان النبى ﷺ دعا عليه ولم يثبت ذلك (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج۲۱ ص۳۴۵)

ابن سکن کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے اس پر بددعا کی اور یہ بات ثابت نہیں ہے۔

(۵) ابن صحبر کہتے ہیں: اس روایت کی سند صحیح نہیں ہے اور یہی روایت بیہقی نے الدلائل میں نقل کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی صرد بن صرد ہے اور وہ رافضی ہے۔

حاصل: حکمؓ بن العاص بن امیہ کے خلاف، روایات و احادیث الاصابہ اور تاریخ اسلام ذہبی میں ہیں۔

ان روایات کی سندوں کا دارومدار حسب ذیل الفاظ پر ہے:

"یُقَال" کہا جاتا ہے۔

"کَانَ فِیْمَا قِیْل" جیسا کہ کہا گیا ہے۔

"رُوِیَ" روایت کہا گیا ہے۔

"لم یثبت ذلک" یہ بات ثابت نہیں ہے

"وفی اسنادہ نظر" اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

سند میں ایک رافضی ہے۔

اسنادہ فیہ من یجہل۔

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) کہنے والا کون ہے؟ کس نے کہا ہے؟ نہ جانے کون ہے؟ گویا افواہ سنی گئی ہے۔ اس سے زیادہ اس بات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کوئی افواہ سچے آدمی کے سن لینے سے خبر سچی نہیں بن جاتی۔

(۳) روایات سے یہ ثابت ہے کہ حکمؓ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد مناف فتح مکہ کے دن ایمان لائے لہٰذا ان کے صحابی ہونے سے انکار ممکن نہیں۔

(۴) ایمان لانے کے بعد الحکمؓ مکہ ہی رہے۔ کیوں کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہ رہی تھی۔ فتح مکہ کے وقت ایمان لانے والوں کی بڑی

تعداد مکہ ہی میں قیام پزیر رہی تھی۔

(۵) طبقات ابن سعد میں ہے:

الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبدمناف اسلم یوم فتح مکہ ولم یزل بہا حتیٰ کانت خلافت عثمان فاذن لہ فدخل المدینہ فمات بہا۔ (طبقات ابن سعد)

ترجمہ: حکمؓ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور مکہ ہی میں رہے حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کی خلافت کا وقت آیا تو انہوں نے حکمؓ بن ابی العاص کو مدینہ بلا لیا۔ چناں چہ وہ مدینہ آگئے اور وہیں رہے، حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ (طبقات ابن سعد جلد ۵/ ۶۔ طبع بیروت)

طبقات ابن سعد کی روایت نے واضح کر دیا کہ حضرت حکمؓ بن ابی العاص ایمان لانے کے بعد حضور ﷺ کے دورِ حیات میں مدینہ آئے ہی نہیں، مکہ میں رہے ہیں۔ لہٰذا حضرت حکمؓ بن ابی العاص پر الزام لگانے والی روایات خود بخود غلط ہو جاتی ہیں۔ جن میں ہے کہ مدینہ سے ان کو جلاوطن کر کے طائف بھیجا گیا تھا۔

(۶) سبائی جب مدینہ منورہ پہلی بار رجب ۳۵ھ میں آئے۔ اور سبائیوں نے اعتراضات پیش کیے۔ اور حضرت علیؓ نے انہیں جوابات دیے۔ سبائیوں کے ان اعتراضات میں حکمؓ بن ابی العاص کا ذکر نہیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے۔ لیکن امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اعتراضات کے جوابات میں ایک جواب کا اضافہ کیا ہے، وہ منافقین مدینہ کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ حکمؓ بن ابی العاص کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تھا لیکن حضرت عثمانؓ ان کو واپس لے آئے۔

اس کا پروپیگنڈا منافقین مدینہ نے کیا ہو گا۔ حضرت امیر المومنینؓ کا جواب طبری کی روایت میں حسب ذیل ہے:

قالوا انی رددت الحکم وقل سیرہ رسول اللہ ﷺ الحکم مکی سیرہ رسول اللہ ﷺ من مکہ الیٰ طائف ثم ردہ رسول اللہ فرسول اللہ ﷺ سیرہ و رسول اللہ ﷺ ردہ کذالک؟ قالوا اللھم نعم۔ (تاریخ ابن جریر طبری)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں میں حکم کو واپس لایا ہوں جب کہ نبی ﷺ نے اس کو روانہ کر دیا تھا، حکم مکی ہے اور نبی ﷺ نے انہیں مکہ سے طائف روانہ کیا تھا۔ پھر بعد میں رسول اللہ ﷺ ہی نے اس کو واپس بلایا۔ کیا ایسا ہی ہے؟ تمام صحابہؓ نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

حاصل: امیر المومنین حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے جواب سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کسی ذمہ داری کے حوالے سے مکہ سے طائف بھیجا ہے۔ وہ ذمہ داری پوری ہو جانے

کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو واپس بلالیا تھا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایمان لانے کے بعد وہ مکہ ہی میں رہے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس حقیقت کا تمام صحابہؓ کو علم ہے۔ لہٰذا حضرت امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان جو کہہ رہے ہیں، صحیح کہہ رہے ہیں۔ اور منافقین کا پروپیگنڈا غلط ہے۔

حکمؓ امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کے سگے چچا تھے اور صحابی رسول تھے۔ پھر ان کی خدمت کر کے صلہ رحمی کی سعادت حضرت عثمانؓ کیوں نہ کرتے۔ واللہ اعلم بالصواب

مروان بن الحکم کی جلاوطنی کی روایات اگر صحیح ہیں تو جس وقت حکمؓ کو طائف روانہ کیا گیا، اس وقت مروان ۷، ۸ برس کے تھے[1]، وہ بھی اُن کے ساتھ طائف رہے۔ اور جب حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے دورِ خلافت میں حضرت حکمؓ مدینہ آئے تو مروان بن حکم بھی مدینہ آ گئے۔ حضرت حکمؓ کی وفات ۳۲ھ میں مدینہ میں ہوئی۔

ایک روایت کے تحت مروان ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے۔ دوسری روایت کے تحت غزوہ اُحد کے دِن اور تیسری روایت کے تحت غزوہ خندق کے دِن پیدا ہوئے۔ اس طرح فتح مکہ کے موقع پر

---

[1] اُسد الغابہ فی تمیز الصحابہؓ حصہ ہشتم ص ۱۷۰

جب حضرت حکمؓ اسلام لائے تو پہلی روایت کے تحت مروان کی عمر ۷ سال تھی۔[1] اس روایت کے تحت ان کو صغیر صحابہؓ میں شمار کیا گیا ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر مروان بن حکم کی عمر ۷ سال اور حجۃ الوداع کے موقع پر ۹ سال تھی۔ جب حضور ﷺ مکہ گئے تو ان کو اس وقت زیارت نصیب ہوئی ہو گی۔ اس بنا پر بعض نے صغیر صحابہؓ میں شمار کیا ہے۔واللہ اعلم

یزید بن معاویہ کے انتقال کے ایک ماہ بعد اس کے بیٹے معاویہ بن یزید خلافت چھوڑ کر بغیر جانشین مقرر کیے انتقال کر گئے۔ تو بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بجائے شام میں مروان بن الحکمؓ کی خلافت پر ان سے بیعت کرلی۔

دوسری طرف ضحاک بن قیسؓ الفہری نے شام ہی میں عبداللہ بن زبیرؓ کے لیے لوگوں سے بیعت لی۔ چنانچہ دمشق کے نواح میں مرج رہیط کے مقام پر دونوں کی فوجوں میں جنگ ہوئی۔ جس میں ضحاک بن قیسؓ شہید ہو گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون

اس طرح شام اور مصر کے علاقہ میں مروان بن الحکمؓ کی حکومت قائم ہو گئی۔ مروان بن الحکمؓ دارالخلافہ دمشق کے تحت نو ماہ تک

---

[1] خلافت وملوکیت مودودی ص ۱۱۰

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حکومت کرنے کے بعد دمشق میں انتقال کر گئے۔ اور ان کے بیٹے عبدالملک بن مروان کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت خلافت کرلی۔

عبدالملک کا دور حکومت ۶۸۵ء سے ۷۰۵ء تک بیس سال رہا۔

عبدالملک کے دورِ حکومت میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار میں ۶۴ھ سے ۷۳ھ (مطابق ۶۸۴ء سے ۶۹۳ء) تک حضرت صدیق اکبرؓ کے نواسہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت و حکومت رہی۔ اور عراق اور مصر کے علاوہ شام کے بعض حصے بھی ان کی حکومت کے تحت تھے۔ حجاز میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت ۶۸۴ء سے ۶۹۳ء تک ۹ سال رہی۔

حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت کے خاتمہ کے لیے مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے مردانگی سے آخر تک مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی سارے عالم اسلام پر عبد الملک بن مروان کا اقتدار قائم ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آخری صحابی ہیں جنھوں نے دار الخلافہ مکہ معظمہ میں آخری سانس تک باغیوں سے مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مودودی صاحب کے طعن کی حقیقت

حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے خلاف مودودی صاحب لکھتے ہیں:

(۱) یہ بات اوّل تو بجائے خود قابل اعتراض تھی کہ مملکت کا رئیس اعلیٰ جس خاندان کا ہو، مملکت کے تمام عہدے بھی اسی خاندان کے لوگوں کو دے دیے جائیں۔

(۲) مگر اس کے علاوہ چند اسباب اور بھی تھے جس کی وجہ سے اس صورت حال نے اور زیادہ بے چینی پیدا کر دی۔ اوّل یہ کہ بنی امیّہ کے جو لوگ دور عثمانؓ میں آگے بڑھائے گئے، وہ سب طلقائیں سے تھے۔

(۳) یعنی آخر وقت تک وہ نبی ﷺ اور دعوتِ اسلام کے مخالف رہے۔

(۴) فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے ان کو معافی دے دی اور وہ اسلام میں داخل ہوئے۔[1]

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب کی مندرجہ چاروں باتیں غلط ہیں۔

(۱) عہد عثمانیؓ میں سب گورنر آپ کے خاندان سے نہ تھے۔ چھبیس گورنروں میں سے صرف ایک گورنر بنو اُمیہ میں سے آپ کے دور میں

---

[1] ترجمان القرآن مؤلفہ ابو الاعلیٰ مودودی ص ۳۶ جون ۱۹۶۵ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مقرر ہوئے۔ اور دو گورنر پہلے سے چلے آرہے تھے جو حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے دور خلافت سے گورنر مقرر تھے۔

(۲) عہد عثمانی کے سب گورنر طلقائ سے بھی نہیں تھے۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"یہ بات بھی نا قابل انکار ہے کہ یہ سب لوگ جن کو حضرت عثمانؓ کے آخری عہد میں اتنی بڑی اہمیت حاصل ہوئی طلقاء میں سے تھے۔ طلقائ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے معافی دے دی تھی۔"[1]

عبدالوحید حنفی خادم اہلسنت

جواب: اموی اکابر جو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، ان کی مختصر تاریخ یہ ہے:

حضرت امیر معاویہؓ

ہجرت نبوی کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ وفات ۲۲ رجب ۶۰ھ میں ہوئی۔ مؤرخ ابن سعد اور امام ابن کثیر کی تحقیق کے مطابق حدیبیہ کے سال ۶ھ میں اسلام لائے۔

اُس وقت آپ کی عمر ایک روایت کے تحت ۲۴ سال تھی دوسری روایت کے تحت ۲۶ سال تھی۔ تیسری روایت کے تحت ۲۸ سال تھی

[1] ترجمان القرآن۔ مرتبہ مودودی۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء ص ۴۸

اور چوتھی روایت کے تحت ۳۲ سال تھی۔[1]

قبول اسلام: حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے قبول اسلام کا ذکر اس طرح کیا ہے:

وَ حَکٰی اِبْنُ سَعْدٍ اِنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لَقَدْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ عُمْرَۃَ الْقَضِیَّۃِ وَ لٰکِنِّیْ کُنْتُ اَخَافُ اَنْ اَخْرَجَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لِاَنَّ اُمِّیْ کَانَتْ تَقُوْلُ اِنْ خَرَجْتَ قَطَعْنَا عَنْکَ الْقُوْتَ[2]

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے تھے کہ میں عمرۃ القضاء سے قبل اسلام قبول کر چکا تھا لیکن اپنی والدہ (ہند بنت عتبہ) کے خوف سے مدینہ شریف کی طرف ہجرت نہ کی۔ کیوں کہ وہ مجھے کہتی تھیں کہ اگر تو مدینہ کی طرف گیا تو ہم تیرا نفقہ بند کر دیں گے اور تیرے ساتھ کوئی تعاون نہیں کریں گے۔

مصعب زبیری لکھتے ہیں:

وَ مُعَاوِیَۃَ بِنْ اَبِیْ سُفْیَان کَانَ یَقُوْلُ اَسْلَمْتُ عَامَ الْعُمْرَۃَ الْقَضِیَّۃَ وَ لَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَ وَضَعْتُ اِسْلَامِیْ

---

1 مؤرخین لکھتے ہیں کہ آپ کی عمر وفات کے ۷۸ سال تھی (طبقات ابن سعد) بعض ۸۰ سال بعض ۸۲ سال (تاریخ خلیفہ ابن) بعض نے ۸۶ سال لکھی ہے۔ اگر انتقال کے وقت ۷۸ سال ہو تو قبول اسلام کے وقت عمر ۶ھ میں ۲۳ سال تھی۔

2 الاصابہ (ابن حجر) ص ۴۱۳

عِنْدَہٗ وَ قَبِلَ مِنِّیْ[1]

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرۃ القضاء کے سال میں اسلام قبول کیا اور میں نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور آپ کے سامنے اپنا اسلام لانا ظاہر کیا اور آپ نے میرا اسلام لانا قبول کیا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ تشریف لائے تو حضرت معاویہؓ خود فرماتے ہیں:

فرحب بی۔ و کتبت له و شهد الله ﷺ حنيناً و الطائف واعطاه رسول الله ﷺ من عنائم حنين مأته من الابل و اربعين اوقيه

ترجمہ: حضور ﷺ نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعا دی۔ اور میں نے آپ کے حکم سے کتابت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ حنین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوا۔ اور حضور ﷺ نے حنین کے مال غنیمت میں سے سو (۱۰۰) اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا۔[2]

حاصل: اوّل تو حضرت امیر معاویہ طلقا میں سے نہیں تھے بلکہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لے آئے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر ملاقات کی تو سب

---

[1] ایضاً خطیب بغدادی، تاریخ بغدادی ج ۷

[2] طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۴۰۶، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۷

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

سے پہلے حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ کو خود آگے بڑھایا اور اپنا کاتب وحی بنایا۔

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے ان کو امیر لشکر بنایا۔ پھر حضرت عمرؓ نے گورنر بنایا۔ اس طرح مودودی صاحب کا یہ طعن کہ حضرت عثمانؓ نے طلقاؑ کو آگے بڑھایا غلط ہے۔ یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے کہ ۲۴ سال کے نوجوان کو حضور ﷺ نے خود پہلے کاتب بنایا۔ یہی نوجوان آگے ترقی کرتے کرتے نصف دنیا پر حکمران بنا اور پہلا اسلامی بحری بیڑہ تیار کر کے قبرص کا فاتح بنا۔

اسلامی حکومت کی وسعت

مورخین نے لکھا ہے کہ بخارا سے لے کر مغرب میں قیروان تک اور اقصائے یمن سے قسطنطینہ تک اور بقول بعض خراسان سے مغرب میں بلاد افریقہ تک اور قبرص سے لے کر یمن تک یہ سب ممالک اسلامی حکومت کے ماتحت تھے۔ (دول الاسلام ذھبی ج ا ص ۲۸)

(۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ

امام ابن عبد البرؒ، امام ابن حجر سقلانی اور ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

اسلم یو الفتح و بعثه رسول الله ﷺ الی بنی المصطلق مصدقا (استیعاب، اصابہ، البدایہ والنہایہ ترجمہ حضرت ولید بن عقبہ)

ترجمہ: فتح مکہ کے دِن اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بنی مصطلق کی طرف صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔

حاصل: اس سے بھی مودودی صاحب کے طعن کی تردید ہو گئی کہ طلقاء (فتح مکہ کے موقع پر اسلام لانے والوں) کو تو حضور ﷺ نے خود آگے بڑھایا اور عامل بنایا۔

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق نے ان کو گورنر بنا کر بھیجا اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے بھی اُن کی پیروی میں ان کو گورنر رکھا۔ اس میں طعن کرنا غلط ہے۔

عہد رسالت میں یہ نوجوان تھے۔ جوانی میں ہی اسلام قبول کر لیا۔ اس لیے یہ الزام بھی غلط ہے کہ فتح مکہ سے پہلے یہ دعوتِ اسلام کے مخالف تھے۔

(۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ کی فتوحات

امام ابن جریر طبری اور امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

آذر بائیجان اور آرمینیہ والوں نے (حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں بغاوت کر کے) عہد فاروقی کا معہود خراج دینا بند کر دیا، تو ۲۴ھ میں ولیدؓ بن عقبہ گورنر کوفہ نے ان پر فوج کشی کر کے

وطئھم بالجیش فلما راؤ دلک انقادوا لہ طلبوا الیہ ان ینم

لھم علیٰ ذلک الصلح۔

آذربائیجان والوں کو کچل ڈالا۔ جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی اور انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کی اطاعت قبول کر لی اور ۸ لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لی۔

حضرت ولیدؓ بن عقبہ نے ان سے ایک سال کا جزیہ وصول کر لیا۔

وبث فیمن حولھم من اعداء المسلمین العارات

اور نواح آذربائیجان میں اعداء المسلمین پر عبداللہ بن شبیل کو حملہ کے لیے بھیجا۔ وہ مال غنیمت سے مالامال فاتح بن کر واپس آئے تو سلمان بن ربیعہ الباہلی کو بارہ ہزار دے کر آرمینیہ پر حملہ کے لیے روانہ کیا۔ اس نے کفار کو قتل کیا۔ بہت سے کفار کو گرفتار کیا۔ بہت سا مالِ غنیمت حاصل کر کے ولیدؓ بن عقبہ کے پاس پہنچا۔

فانصرف الولید قد ظفر و اسباب حاجۃ۔[1]

پس ولید فتح یاب اور فائز المرام ہو کر کوفہ واپس آئے۔

حاصل: جن کو حضور ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ نے آگے کیا انہی کو حضرت عثمانؓ نے آگے کیا اور پھر ولیدؓ بن عقبہ نے فاتح بن کر آذربائیجان اور آرمینیہ کے ممالک فتح کیے اور پھر ان میں اسلام پھیلایا۔

---

[1] طبری ج ۳ ص ۳۰۷۔ البدایہ والبنایہ ج ۷ ص ۱۴۹

ولیدؓ بن عقبہ کی رعایا سے نرمی و عدل و انصاف

(۲) امام ابن جریر لکھتے ہیں:

حضرت ولیدؓ بن عقبہ خلافت عثمانی کے دوسرے سال کوفہ کے گورنر بن کر آئے۔

و کان احب النّاس فی النّاس و ارفقھم بھم فکان بذالک خمس سنین ولیس علیٰ درہ باب۔ (طبری ج۳ص ۳۱۲،۳۲۵)

ترجمہ: آپ لوگوں میں لوگوں کے سب سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے ساتھ بہت ہی زیادہ نرم تھے۔ پانچ سال اس منصب پر رہے مگر آپ کے مکان کا دروازہ نہ تھا۔

حاصل: معلوم ہوا کہ آپ اپنی رعیت سے نہایت نرمی و شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ مظلوموں کے لیے ان کے گھر کا دروازہ ہی نہ تھا تاکہ قصر امارت میں جب بھی کوئی داخل ہونا چاہیے، داخل ہو جائے۔

(۲) ولیدؓ بن عقبہ کی سخاوت، شجاعت و مروت

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

و کان الولید شجاعاً شاعراً جواداً مال مصعب الزبیری ولان من رحال قریش و شعرانھم۔ (اصابہ۔ ترجمہ ولید بن عقبہ)

ترجمہ: ولیدؓ شجاع، شاعر اور سخی تھا۔ مصعب زبیری کا قول ہے کہ

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

وہ قریش کے اکابر شعرا میں سے تھا۔

(۳) پسماندہ طبقہ کی دست گیری

کوفہ کے ہر غلام کو بیت المال سے تین درہم ماہوار وظیفہ ملتا تھا۔[1]

(۴) ولیدؓ بن عقبہ کے خلاف سازش

امام ابن طبری لکھتے ہیں:

كان النّاس فى الوليد فرقتين العامة معه و الخاصة عليه[2]

حضرت ولیدؓ کے بارے میں لوگ دو گروہ ہو گئے تھے عوام اس کے ساتھ تھے یعنی اس کے حامی تھے اور خواص اس کے مخالف۔

امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

کوفی نوجوان ابن حیانی الخزاعی کے قاتلین میں جندب ازدی ابو مورع اسدی اور ابو زینب کے بیٹے تھے۔ (طبری ج۳ ص۳۲۶)

ان کو جب حضرت ولیدؓ نے قصاص میں قتل کر دیا تو ان مقتولین کے باپ، حضرت ولیدؓ سے دلی بغض و کینہ رکھنے لگے اور ان پر جاسوس مقرر کر دیے۔۔۔

ابا زينب و ابا مورع و جندبا وهم يحقدون له منذ قتل ابناء هم و يصنعون له العيون۔ (ایضاً طبری ج۳ ص۳۲۷)

---

[1] طبری ج۳ ص۳۲۸۔ ص۳۳۰

[2] طبری ج۳ ص۳۰۰

لم یبق موتوا فی نفسه الا اتاهم فاجتمعو علی رأی فاصدروة
(ایضاً طبری ص ۳۲۹)

مقتولین کے وارثین سب نے مل کر ایک منصوبہ تیار کیا۔

دوسری روایت میں ہے:

اجتمع نفر من اهل کوفة نعملوا فی عزل الولید فانت دب ابو زینب بن عوف و ابو مورع بن فلان الاسدی للشهادة علیه (ایضاً طبری ص ۳۳۹)

ترجمہ: اشرار کوفہ جمع ہوئے اور انہوں نے حضرت ولیدؓ کو معزول کرانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لیے شراب نوشی کی تہمت کی سازش تیار کی گئی۔ اور اس سلسلہ میں ابو زینب اور ابو مورع حضرت ولیدؓ کے خلاف گواہی دینے پر متعین ہوئے۔

اس سازش کے تحت ابو زینب اور ابو مورع حضرت عثمانؓ کی خدمت میں مدینہ پہنچے۔

وَ مَعَهُمَا نَفَرٌ مِّمَّنْ يَّعْرِفُ عُثْمَانَ مِمَّنْ قَدْ عَزَلَ الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَعْمَالِ

ان دونوں کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے جانے پہچانے حکام میں سے متعدد اشخاص بھی تھے، جنہیں حضرت ولیدؓ نے ملازمت سے معزول کر دیا تھا۔

ان سب نے حضرت عثمانؓ کے سامنے ولیدؓ پر شراب نوشی کا الزام لگایا۔ آپ نے شہادت طلب کی۔ ابو زینب اور ابو مورع نے شہادت دی۔ حضرت عثمانؓ نے ولید کو طلب کر لیا۔ وہ آئے اور قسم کھا کر حقیقت حال سے انہیں مطلع کیا اور اپنی صفائی میں فرمایا:

یا امیر المؤمنین انشدک اللہ فو اللہ انھما لخصمان موتوران فقال لا یضرک ذلک انما نعمل بما ینتھی الینا فمن ظَلَمَ فاللہ ولّی انتقامہ و من ظُلِمَ فاللہ ولی جزائہ

اے امیر المؤمنین! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، اللہ کی قسم! یہ دونوں میرے دشمن ہیں۔ مقتولین کے وارث ہیں۔ زخم خوردہ ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

فکر نہ کرو جو شہادت ہم تک پہنچ چکی ہے، ہم تو اس کے مطابق عمل کریں گے۔ جو ظالم ہو گا، اللہ اس سے بدلہ لے گا اور جو مظلوم ہو گا، اللہ اسے جزا دے گا۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:

فقیم الحدود و یلبؤ شاھد الزور بالنار فاصبر یا اخی

ہم تو حد جاری کریں گے اور جھوٹے گواہ جہنم میں جائیں گے۔ میرے بھائی! تم صبر کرو۔ (طبری ج۳ ص۳۲۹)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حاصل: یہ وہ تاریخ طبری کی خبر ہے، جس بنا پر ولیدؓ بن عقبہ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ شرابی تھے۔

(۲) حال یہ ہے کہ طبری کی ہی روایت میں صاف صاف ولیدؓ بن عقبہ کا بیان ہے کہ دونوں گواہ جھوٹے ہیں۔

(۳) اور حضرت عثمانؓ بھی فرما رہے ہیں کہ چونکہ گواہ گزر چکے ہیں۔ جھوٹے گواہ جہنم میں جائیں گے۔ میرے عزیز بھائی! تم صبر کرو۔ جو ظالم ہو گا، اللہ اس سے بدلہ لے گا اور جو مظلوم ہو گا، اللہ اسے جزا دے گا۔

(۴) اس تحقیقی بیان سے بھی ظاہر ہے کہ ولیدؓ بن عقبہ نے قسم اُٹھا کر اپنی بے گناہی ثابت کی جس کی تردید نہیں کی گئی۔ لیکن چونکہ گواہی گزر چکی تھی۔ قانون یہ ہے کہ گواہ ہوں تو پھر قسم پر فیصلہ نہیں سنایا جاتا۔ گواہی پر حکم جاری کیا جاتا ہے۔ گواہ نہ ہو تو پھر قسم پر حکم جاری کیا جاتا ہے۔ اس لیے حضرت عثمانؓ نے فیصلہ گواہی پر حد جاری کرنے کا کیا۔ اس لیے حد جاری کر دی گئی۔ اب قیامت کے دِن سامنے آ جائے گا کہ صحابیٔ رسول ﷺ اپنے بیان میں سچے تھے یا غیر صحابی گواہ سچے تھے۔ واللہ اعلم

ہمیں تو یقین ہے کہ صحابیٔ رسول ﷺ سچے تھے اور الزام لگانے والے آخرت میں جھوٹی گواہی کی سزا پائیں گے۔

چار رکعت پڑھانے والی روایت کی تحقیق

یہ روایت بھی کسی صحابی سے نہیں ہے بلکہ استیعاب کی روایت کے مطابق یہ روایت ابن شوذب راوی سے ہے۔ یہ تابعی بھی نہیں ہے۔ اس نے ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔ یہ خراسان کا رہنے والا ہے۔ پھر بصرہ میں رہا اور شام میں سکونت اختیار کی۔ یہ کوفہ کا رہنے والا ہی نہیں ہے۔ اور واقعہ کوفہ کا بیان کر رہا ہے۔

(۲) اتنا اہم واقعہ کسی ایک صحابی سے بھی مروی نہیں ہے نہ کوئی تابعی بیان کر رہا ہے اور نہ ہی موقع پر موجود تبع تابعی بیان کر رہا ہے۔

(۳) یہ واقعہ ۳۰ھ کا ہے۔ اور بیان کرنے والے راوی ابن شوذب کی پیدائش ۸۶ھ میں ہوئی۔ گویہ راوی واقعہ کے ۵۶ سال بعد پیدا ہوا۔

(۴) ان حقائق کی موجودگی میں اس روایت کو واقعہ کہیں یا افسانہ شمار کریں؟

(۵) دوسری روایت امام ابن عبد البر نے حصین بن المنذر سے کی ہے۔ یہ راوی بھی صحابی نہیں ہیں نہ ہی یہ کوفی ہیں۔ ان کی وفات ۹۷ھ میں ہوئی۔ اور امام بخاریؒ کے نزدیک ۱۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔ بہر حال یہ روایت بھی نہ تو صحابی سے ہے، نہ ہی موقع پر موجود کسی کوفی سے ہے۔

(۶) صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نشہ میں چار رکعت نماز پڑھانے کا سرے سے قصہ مذکور نہیں۔ یہ شیعہ راوی کا بیان ہے کہ:

اصمعی، ابو عبیدہ، ابن الکلبی وغیرھم ولید بن عقبہ کان فاسقًا شریب خمر

مودودی صاحب نے بھی بغیر تحقیق علامہ ابن عبد البرؒ سے یہ الفاظ تو نقل کر دیئے مگر یہ نہ سوچا کہ رسول اکرم ﷺ کے حسن و جمال مجسم صحابی کے خلاف یہ بیان دینے والے کون ہیں؟

تحقیق: علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

ازدی کہتے ہیں کہ "اصمعی" راوی ضعیف الحدیث ہے۔ اس نے نبی ﷺ کے کفن کے بارے میں ایک حدیث روایت کی ہے جو منکر ہے۔ یعنی صحیح اور ثابت روایات کے خلاف ہے۔

(۲) ابو زید انصاری سے "اصمعی" راوی اور ابو عبید راوی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

فَقَالَ كَذَّابَان یعنی دونوں کذّاب ہیں۔[1]

(۳) علامہ ذہبی لکھتے ہیں: دار قطنی کا قول ہے:

اِبْنُ الْكَلْبِيِّ مَتْرُوكٌ یعنی ابن الکلبی متروک ہے۔

[1] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۵۴

اس کی حدیث کوئی قبول نہیں کرتا۔

وقال ابن عساکر رافضی لیس بثقة

اور ابن عساکر کا قول ہے کہ ابن الکلبی رافضی ہے، قابل اعتبار نہیں۔

ولیدؓ بن عقبہ کے بارے میں شراب پینے کا الزام لگانے والے رافضی راوی ہیں۔

اصمعی ۲۱۶ھ میں فوت ہوا۔[1] اور ابن الکلبی ۲۰۴ھ[2]

بے اصل و من گھڑت روایت تقریباً دو سو سال بعد مجروح، متروک اور بدمذہب رافضی کی روایت سے ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کو فاسق، شرابی کہنا اور لکھنا اور یہ حقیقت سمجھنا محض بے بنیاد و فضول بات ہے۔ کاش کہ مودودی صاحب ابن الکلبی رافضی کا قول نقل کرتے وقت حضرت علامہ ابن العربیؒ المتوفیٰ ۵۴۳ھ کا قول دیکھ لیتے۔ انہوں نے فرمایا: ولیدؓ بن عقبہ کو فاسق کہنے والے خود فاسق ہیں۔

وحکمهم علیهما بالفسق تسق منهم[3]

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۴۱۷

[2] میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۵۶

[3] العواصم من القواصم ص ۸۸ مطبوعہ مصر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اہل کوفہ کی فطرت

اس بحث میں اہل کوفہ کی فطرت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کوفہ کی آب و ہوا میں سیاسی جوڑ توڑ اور سازش کے جراثیم موجود تھے۔ شرفاء کوفہ نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو ہدف سازش بنایا۔

کیا انہوں نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو معاف کیا؟

کیا انہوں نے حضرت عمارؓ بن یاسر اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جیسے بزرگ صحابہؓ کو معاف کیا؟

اہل کوفہ نے کسی کو بھی معاف نہیں کیا۔

انہوں نے پہلے حضرت فاروقِ اعظمؓ کے دور میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص فاتح عراق و ایران کے خلاف من گھڑت بنیاد پر شکایتیں کیں جو کہ سب کی سب غلط تھیں۔ لیکن فاروق اعظمؓ نے اُن کی شر سے بچانے کے لیے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو معزول کر کے حضرت عمارؓ بن یاسر کو ۲۱ھ میں کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا۔

یہ بھی قدیم الاسلام اور نہایت بزرگ صحابی ہیں۔ بمشکل چند مہینے وہاں ٹھہرے کہ شرفاء کوفہ نے ان کی شکایتیں شروع کر دی۔ حضرت عمرؓ فاروق نے اہل کوفہ کے شر سے بچانے کے لیے حضرت عمارؓ بن یاسر کی جگہ اہل کوفہ کی خواہش پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ان پر گورنر

مقرر کر دیا۔

ایک سال بمشکل گزرا تھا کہ اپنے پسندیدہ و منتخب گورنر کے خلاف ہو گئے اور ان کی شکایتیں کرنے لگے۔

لمحۂ فکریہ: جو اہل کوفہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے متعلق کہیں کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھا سکے یا جو حضرت عمار بن یاسرؓ کے متعلق کہیں کہ وہ سیاست نہیں جانتے یا حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے بارے میں کہیں کہ ہمیں ان کی ضرورت نہیں، اب ایسے لوگ اگر حضرت ولیدؓ بن عقبہ کے متعلق کہیں کہ انہوں نے صبح کی نماز شراب کے نشہ میں چار رکعت پڑھا دی یا وہ شراب پیتے تھے تو یہ بھی جھوٹ ہی ہو گا۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ نے کن لوگوں کو گورنر بنایا؟

فیقول عثمان انا لم استعمل الا من استعمه النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و من جنسهم و من قبیلتهم و کذلک ابو بکر و عمر بعده[1]

لہٰذا حضرت عثمانؓ فرمایا کرتے تھے: میں نے ان لوگوں کے سوا کسی کو عامل نہیں بنایا، جنہیں نبی کریم ﷺ اور آپ کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ نے عامل بنایا اور ان کی جنس سے، ان کے قبیلہ سے

[1] منہاج السنۃ ج ۳ ص ۱۷۵

عامل مقرر کیا۔

حاصل: لہٰذا یہ طعن غلط ہے کہ انہوں نے اپنے قبیلہ کو آگے بڑھایا۔

(ا) حضرت عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح

امام ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں:

و اسلم عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ایام الفتح فحس اسلامه فلم یظهر منه شيء ینکر علیه بعد ذلک هو احد النجباء العقلاء الکرماء من قریش (طبری ج۳ ص۳۱۲)

حضرت عبداللہ بن سعد فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور سچے مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ان سے کوئی قابل اعتراض بات سرزد نہیں ہوئی۔ وہ قریش کے خاندانی شرفاء، عقلاء اور اہل کرم و سخا میں سے ایک تھے۔

عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح کی فتوحات

افریقہ کے موجودہ ممالک الجزائر اور مراکش اس زمانہ میں رومہ کی مسیحی حکومت کے قبضہ میں تھے۔ قیصر روم کی طرف سے یہاں کا حاکم جرجر تھا۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

امام طبریؒ لکھتے ہیں:

۲۷ھ میں حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح کے ہاتھ پر افریقہ فتح ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن سعد کو افریقہ پر لشکر کشی کا حکم دیا۔ اور فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ پر اُسے فتح کرا دیا تو مالِ غنیمت کے خمس میں سے خمس (پانچواں حصہ بطور انعام) تیرا ہے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے اس کے میدانوں پہاڑوں کو فتح کر لیا۔

ثم اجتمعوا علی الاسلام و حسنت طاعتهم (طبری ج۳ ص ۳۱۲)

پھر (اہل افریقہ نے) اجتماعی طور پر اسلام قبول کر لیا اور حسن اطاعت کا مظاہرہ کیا۔

جب آپ مصر کے گورنر بنے تو آپ نے شمالی افریقہ کی مہمات کا از سرِ نو آغاز کیا۔ سب سے پہلے طرابلس کو فتح کیا۔ اس کے بعد تیونس، مراکش اور الجزائر کے ممالک فتح کیے۔

اعظم الفتوح

و کان افریقه من اعظم الفتوح بلغ سهم الفارس فیه ثلاث الاف دینار (طبری ج۳ ص ۳۱۲)

فتح افریقہ اعظم الفتوح ہے۔ اس کے مالِ غنیمت میں ہر سوار کا حصہ تین ہزار اشرفیاں تھا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بیس ہزار (۲۰۰۰۰) مسلمانوں نے عبداللہ بن سعد کی سرکردگی میں افریقہ پر حملہ کیا۔ لشکر میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ بربر کے بادشاہ جرجیر ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکلا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو لاکھ آدمیوں کے ساتھ نکلا۔

دس ہزار قریش انصار مہاجرین جہاد افریقہ میں

اس جہاد کے لیے جب حضرت عثمانؓ نے تقریر کی تو

فخرج الیھا عشرۃ الاف من قریش و الانصار و المھاجرین

(طبری ج ۳ ص ۳۱۴)

تو دس ہزار قریش انصار و مہاجرین افریقہ نکلے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حرب العبادلہ

اس لڑائی کو حرب العبادلہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ سردار فوج عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ (۲) میمنہ پر عبداللہ بن عمرؓ (۳) میسرہ پر عبداللہ بن زبیرؓ (۴) مقدمہ پر عبداللہ بن عباسؓ تھے۔

جنگ یرموک اور قادسیہ کی لڑائی کے بعد اس لڑائی کا نمبر رکھا گیا ہے۔ چالیس دن تک یہ جنگ ہوئی۔[1] آخر میں سب افریقہ کے ملک فتح ہو گئے۔

---

[1] سیرت خلفائے راشدین مؤحضرت لکھنوی ص ۱۸۹

(۲) حضرت سعید بن عاصؓ

امام ابن سعد اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے وقت تقریباً ۹ سال کے تھے۔

ابن تسع سنین او نحوھا

گویا فتح مکہ کے دن ان کی عمر تقریباً ۶ سال کی تھی۔

حاصل: اب دیکھئے مودودی صاحب نے جو طعن کیا ہے کہ:

بنی امیہ کے جو لوگ دور عثمان میں آگے بڑھائے گئے وہ سب طلقاءٗ میں سے تھے یعنی آخر وقت تک وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور دعوتِ اسلام کے مخالف رہے۔ چھ سال کے بچہ نے اسلام کی کیا مخالفت کی ہو گی؟ حضرت عثمان نے سعید بن العاص کو گورنر بنایا، تو انہوں نے دعوتِ اسلام کو پھیلایا۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ ان کے والی کوفہ بننے پر ان کے لشکروں نے خراسان، طبرستان فتح کئے۔

سعید بن عاص کی فتوحات

۳۰ھ عہد عثمانؓ ذوالنورین میں عبداللہؓ بن عامر (والیٔ بصرہ) اور سعیدؓ بن عاص (والیٔ کوفہ) نے دو مختلف راستوں سے خراستان اور طبرستان کا رُخ کیا۔

سعیدؓ بن عاص کے لشکر میں امام حسنؓ، امام حسینؓ، عبداللہ بن

عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمروؓ ان لوگوں نے پیش قدی کر کے عبداللہ بن عامرؓ کے پہنچنے سے پہلے جرجان، خراسان اور طبرستان کو فتح کر لیا۔

(۳)حضرت عبداللہؓ بن عامر گورنر بصرہ

عبداللہؓ بن عامر مکہ میں ہجرت کے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ عمرة القضاء کے موقع پر ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو:

حمل اليه ابن عامر وهو ابن ثلاث سنين، فحنكه فتلمظ وتنشاء فتفل رسول الله ﷺ في فيه وقال هذا ابننا و هو اشبهكم بنا و هو مسقى فلم يزل عبدالله شريفا و كان سخيا كريما[1]

ترجمہ: ابن عامر آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تین سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کے منہ میں گھٹی ڈالی، جسے وہ جلدی سے نگل گئے اور جمائی لی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا۔ اور فرمایا: یہ ہمارا بیٹا ہے اور تم سب میں سے ہمارے زیادہ مشابہہ ہے اور یہ پلا نے

[1] طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۴۵، ذکر عبداللہ بن عامر ایضاً استیعاب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

والا ہے۔ چنانچہ (حضور ﷺ کی دعا سے) حضرت عبد اللہ ہمیشہ شریف، سخی اور کریم رہے۔

حاصل: اب یہ ہیں وہ طلقاء جن کی عمر تین سال فتح مکہ کے موقع پر تھی۔ جن کو دورِ عثمانی میں آگے بڑھایا گیا، جنہوں نے حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے جب دورِ عثمانی میں آگے بڑھائے گئے اور گورنر بنائے گئے تو اسلام کا پرچم ہرات، کابل، افغانستان، سجستان کو فتح کر کے بلند کیا۔ اور روس اور نیشاپور کے علاقے فتح کیے۔[1]

عبد اللہؓ بن عامر کی فتوحات

امام طبری روایت کرتے ہیں:

ابن عامر (بصرہ کے گورنر بن کر) آئے تو فارس کی مہم کو نکلے۔[2]

۲۹ھ میں فارس (ایران) فتح کیا۔

اس کے بعد ۳۰ھ میں خراسان (افغانستان) اور طبرستان کا رُخ کیا۔ اسی حملہ میں یزدجرد جور سے بھاگا، حضرت عبد اللہ بن عامرؓ نے مجاشع بن مسعود سلمی کو اس کے تعاقب میں بھیجا۔ اس نے کرمان تک اس کا پیچھا کیا۔

---

[1] خلفائے راشدینؓ مولفہ معین الدین ندوی

[2] طبری ج ۳ ص ۳۳۷

مجاشع اپنے لشکر کے ساتھ شیر جان میں اُترا اور یزدجرد خراسان کی طرف بھاگ گیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۵۴)

قیصر روم کی ہلاکت کی خبر

حضور اکرم ﷺ نے کسریٰ کی ہلاکت کے ساتھ قیصر روم کی ہلاکت کی بھی بشارت دی تھی۔ ارشاد فرمایا تھا:

هلک قیصر فلا قیصر ه بعده

قیصر ہلاک ہو گا اور اس کے بعد قیصر نہیں ہو گا۔

اور فرمایا:

الذی نفسی بیده لتنفقن کنوزهما فی سبیل الله[1]

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم ان خزانوں کو فی سبیل اللہ خرچ کرو گے۔

حضور ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور یہ علاقے پورے عہد فاروقیؓ و عثمانیؓ میں فتح ہوئے اور فاتحین جرنیل حضرت عبد اللہ بن عامرؓ، سعید بن العاصؓ، حضرت ولید بن عقبہؓ نے مشرق میں کسریٰ کے مقبوضات کو فتح کیا۔

دشمنِ صحابہؓ کو یہی دُکھ ہے کہ ان کو کیوں آگے بڑھایا گیا؟

---

1 صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضور نبی کریم ﷺ نے خود ان کو آگے بڑھایا اور پھر ان کو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اس لیے آگے بڑھایا کہ ان کے ذریعہ اللہ نے اسلام کا نور دُنیا کے کونے کونے تک پہنچانا تھا، جو انہوں نے پہنچا دیا۔

وما علینا الا البلاغ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۱۷ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور مینجمنٹ
ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال
0334-8706701
zedemm@yahoo.com

صداقت
اہلسنت والجماعت پر
محققانہ شہرہ آفاق
مطبوعات

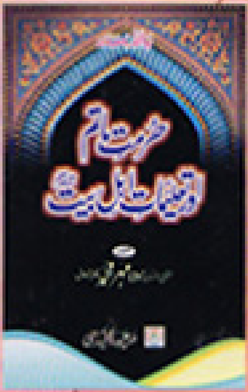

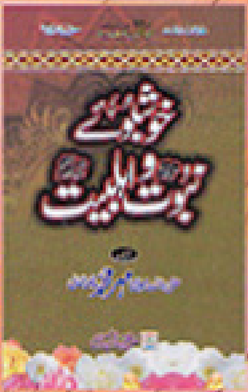

ملنے کا پتہ: مکتبہ اسلامیہ حنفیہ
بن حافظ جی ضلع میانوالی 0321-5470972

مرحبا اکیڈمی